www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

مکتبہ اشتیاق کا محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید کا ہنگامہ خیز ناول

ایک سازش ایک جال

آپ نے پڑھا، انعامی سوال نیچے دیا جا رہا ہے، صحیح جواب دے کر انعام بھی حاصل کریں اور اپنے نام اور پتے بھی شائع کرائیں۔ نام اور پتے تمام صحیح جواب والوں کے شائع کیے جائیں گے جب کہ انعام صرف پہلے تین موصول ہونے والے بالکل صحیح جوابات پر دیا جائے گا۔ انعام پانچ پانچ ناولوں کے پیکٹ کی صورت میں ہو گا، اپنی پسند کے ناولوں کے نام لکھ سکتے ہیں، لیکن ناول مکتبہ اشتیاق کے ہونے چاہییں۔

س: محمود اور فرزانہ فاروق کو کالے آدمی سے بچانے کے لیے کیا کوئی اور قدم نہیں اٹھا سکتے تھے؟

نوٹ: جواب بالکل الگ کاغذ پر لکھیں۔

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

کر باہر آئے اور اپنے ابا جان کے کمرے میں پہنچے۔ السلام علیک سلیک کے بعد وہ ان سے بولے:

"ابا جان! ہم جا رہے ہیں۔"

"کیسے جاؤ گے؟" انھوں نے پوچھا۔

"ٹیکسی کر لیتے ہیں، ویسے آئی جی صاحب تو کہہ رہے تھے کہ جیپ سے چلے جاؤ، لیکن ہم نے انکار کر دیا۔"

"ٹھیک ہے۔ تمھیں انکار کرنا ہی چاہیے تھا۔ سرکاری چیزیں ذاتی استعمال کے لیے نہیں ہوتیں، اگر ہمارے ملک سے ایک یہ لعنت ختم ہو جائے تو ملک کی حالت سدھر جائے۔" انھوں نے کہا۔

"تو کیا اب ہم جائیں۔"

"تم پہلے گھر جاؤ گے... یا یہیں سے روانہ ہو جاؤ گے؟" انسپکٹر جمشید نے پوچھا۔

"اب گھر جا کر وقت ہی ضائع کریں گے۔"

"ٹھیک ہے، تمھیں شام ٹھیک پانچ بجے تک واپس آ جانا چاہیے، ہم چائے کی میز پر تمھارا انتظار کریں گے۔" انھوں نے کہا۔

"جی بہت بہتر۔"

انھوں نے ایک ساتھ کہا اور باہر نکل آئے۔ ٹیکسی انھیں جلد ہی مل گئی۔ تقریباً آدھ گھنٹے بعد وہ رابرٹ انڈسٹری کے

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

سامنے ٹیکسی سے اُتر رہے تھے۔ دروازے پر انہیں تین باوردی آدمی کھڑے نظر آئے۔ وہ انہیں کی طرف دیکھ رہے تھے۔ انہیں گیٹ کی طرف بڑھتے دیکھ کر ان کی طرف بڑھے، پھر ان میں سے ایک بولا:

"آپ محمود، فاروق اور فرزانہ ہی ہیں نا؟"

"جی! آپ ٹھیک سمجھے۔" محمود نے مسکرا کر کہا۔

"ہم آپ کا ہی انتظار کر رہے تھے۔ اندر رابرٹ صاحب آپ کے انتظار میں بیٹھے ہیں، ہمیں حکم ہے کہ آپ کو فوراً ان کے پاس پہنچا دیا جائے۔"

"جی بہت بہت شکریہ۔"

ان کے ساتھ ہی وہ گیٹ کے اندر داخل ہوئے۔ رابرٹ انڈسٹری تقریباً ایک میل کے ایریے میں پھیلی ہوئی تھی۔ کئی طرح کے صابن بنتے تھے اور تقریباً سبھی قسمیں مشہور تھیں، پھر ماچس کئی قسم کے تیار ہوتے تھے۔ ان کے علاوہ عماراتی رنگ تیار ہوتے تھے۔ ان کے رنگ بھی سب سے زیادہ مشہور تھے اور بے تحاشہ بکتے تھے۔ گیٹ کے بعد ایک پختہ سڑک تھی، اس کے دائیں ہاتھ ایک چھوٹا سا لکڑی کا کیبن بنا تھا جس میں ایک میز پر ٹیلی فون موجود تھا اور میز کے دوسری طرف کرسی پر ایک آدمی بیٹھا تھا۔ اس نے انہیں اندر داخل ہوتے

دیکھ کر فون کا ریسیور اٹھایا اور کسی کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"ہمارے ہاں جب بھی کوئی آتا ہے، پہلے اس کیبن میں آکر اندر پیغام بھجواتا ہے، پھر متعلقہ آدمی کی اجازت ملنے کے بعد اسے اندر بھیجا جاتا ہے۔ آپ کے بارے میں اسے پہلے ہی بتایا جا چکا ہے۔"

"تو پھر فون کسے کر رہا ہے؟"

"رابرٹ صاحب کو اطلاع دے رہا ہے کہ آپ آ پہنچے۔"

"بہت خوب!" فرزانہ نے خوش ہو کر کہا۔

کچھ اور آگے بڑھے تو مشینوں کا شور تیز ہو گیا اور انہیں باتیں کرنے کے لیے آواز بلند کرنا پڑی، ساتھ ہی ان کی ناکوں میں صابنوں اور پتا نہیں کس کس چیز کی خوشبوئیں داخل ہونے لگیں۔ گیراج نما بڑے بڑے کمروں میں بڑی بڑی مشینیں چل رہی تھیں، مزدور ان مشینوں پر کام کر رہے تھے۔ بہت سے مزدوروں نے انہیں دیکھا اور ان کے ساتھ چلنے والے تینوں آدمیوں کو دیکھ کر ادب سے سلام کیا:

"آپ حضرات نے اپنا تعارف نہیں کرایا۔" محمود نے کہا۔

"مجھے الطاف باقر کہتے ہیں، یہ جمیل اختر اور سلیمان شوکت ہیں، ہم تینوں رابرٹ صاحب کے مشیر ہیں۔" ان میں سے ایک نے تعارف کرایا۔

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

"بہت خوب! کیا آپ کی انڈسٹری میں سب مقامی لوگ کام کرتے ہیں؟"

"رابرٹ صاحب غیر ملکی ہیں، ان کے علاوہ چند دوسرے لوگ بھی غیر ملکی ہیں، جو اونچے عہدوں پر کام کرتے ہیں۔ البتہ انہوں نے مشیر یہاں کے باشندوں کو ہی رکھا ہے اور وہ آپ لوگوں کے ساتھ چل رہے ہیں۔" الطاف باقر نے بتایا۔

تقریباً پانچ منٹ تک چلتے رہنے کے بعد وہ ایک موڑ مڑے اور دائیں ہاتھ ایک کمرے کے دروازے پر رک گئے۔ کمرے کا دروازہ بہت خوب صورت لکڑی کا تھا۔ دروازے پر ایک باوردی چپراسی بیٹھا تھا۔ انہیں دیکھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور باادب ہو کر ان کے لیے دروازہ کھول دیا۔

وہ اندر داخل ہوئے۔ کمرہ بہت قیمتی فرنیچر سے سجا ہوا تھا۔ فرش پر بہت موٹا قالین بچھا تھا۔ سامنے ہی ایک بہت بڑی اور بھاری میز رکھی تھی میز پر بہت سی فائلیں رکھی تھیں، سٹیشنری کا دوسرا تمام سامان بہت قیمتی تھا، میز کے دوسرے سرے پر ایک غیر ملکی بیٹھا تھا، اس کا جسم بہت وزنی اور موٹا تھا، آنکھیں بالکل نیلی تھیں۔ اس کا رنگ سرخ و سپید تھا، چہرے پر بہت گھنی مونچھیں تھیں۔ انگلیوں میں سگار تھا جس کا دھواں اوپر لیتا ہوا اوپر اٹھ رہا تھا۔ اس کے سر کے اوپر آتش دان

تھا، اس پر اس کی ایک بڑی سی تصویر رکھی تھی۔

"میں اپنے معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہتا ہوں۔" ان پر نظر پڑتے ہی اس نے خوش اخلاق لہجے میں کہا۔

"شکریہ جناب!" محمود نے کہا۔

"سیکرٹری صاحب نے فون پر بتایا تھا کہ آپ ہمارے کارخانے کی سیر کرنا چاہتے ہیں؟"

"جی ہاں! ہم دیکھنا چاہتے ہیں، یہاں کام کس طرح ہوتا ہے۔ اور خاص طور پر یہ بھی جاننا چاہتے ہیں کہ آپ کی انڈسٹری نے اس قدر جلد اتنی زبردست ترقی کس طرح کر لی۔"

"ترقی کی وجہ تو صرف یہ ہے کہ ہم جو چیز بھی بناتے ہیں، اس میں مال سو فیصد کھرا لگاتے ہیں، اپنے گاہکوں سے بہت رحم سلوک کرتے ہیں، خوش اخلاقی سے پیش آتے ہیں، اور تشہیر کے لیے نمونے مفت تقسیم کرتے ہیں، اس کے علاوہ اخبارات، ریڈیو، ٹی وی اور سینما ہاؤسوں میں اشتہارات پر بے تحاشہ رقم خرچ کرتے ہیں۔ ان تمام وجوہات میں سے بہترین چیزیں تیار کرنا بنیادی وجہ ہے۔" مسٹر رابرٹ کہتے چلے گئے۔

"بہت خوب! چلیے ہم نے مان لیا کہ ترقی کی وجوہات یہی ہیں، لیکن میرے خیال میں ایک وجہ اور بھی ہے جو آپ

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

نے تمہیں بتائی، حالانکہ اس فرم کا مالک ہونے کی حیثیت سے آپ کو وہ وجہ بھی ضرور بتانی چاہیے تھی۔" فرزانہ نے شریر لہجے میں کہا۔

پل بھر کے لیے رابرٹ اور اس کے تینوں مشیروں کے چہروں پر حیرت کے آثار نمودار ہوئے، پھر رابرٹ نے خود پر قابو پاتے ہوئے کہا:

"میں سمجھا نہیں! آپ کا اشارہ کس طرف ہے؟"

"اس طرف کہ آپ کے ریٹ دوسری فرموں کے ریٹوں کے مقابلے میں بہت کم ہیں، اور اس کا مطلب ہے، آپ بہت کم منافع کما رہے ہیں۔"

"اوہ ہاں! واقعی یہ بات تو ہے، مجھے افسوس ہے کہ اس کا ذکر کرنے سے چوک گیا۔"

"اس قدر کم ریٹ پر مال فروخت کر کے آپ نقصان میں نہیں رہتے؟" فرزانہ نے سوال کیا۔ محمود اور فاروق حیران تھے کہ فرزانہ ایسے سوالات کیوں کر رہی ہے... یہ بات تو انہیں بھی معلوم نہیں تھی کہ رابرٹ انڈسٹری کی چیزوں کے ریٹ دوسروں کے مقابلے میں بہت کم ہوتے ہیں۔

"ہرگز نہیں! ہم کم منافع ضرور لیتے ہیں، لیکن اس قدر زیادہ مال فروخت کر لیتے ہیں، اوسط وہی آجاتی ہے، جب کہ

دوسرے ہمارے مقابلے میں بہت کم مال فروخت کرتے ہیں اور نقصان میں رہتے ہیں، کیونکہ ان کا مال بڑی مقدار میں بچ جاتا ہے۔"

"ہوں تو یہ بات ہے، خیر اب آپ ہمیں سیر کرانے کا بندوبست کر دیں۔" فرزانہ نے مطمئن انداز میں کہا۔

"پہلے آپ میرے ساتھ چائے نوش فرمائیں گے، پھر میرے تینوں مشیر آپ کو سیر کرانے نکل جائیں گے، دوپہر تک تقریباً آدھی انڈسٹری کی سیر ہو جائے گی، اس وقت آپ پھر یہاں آئیں گے اور میرے ساتھ کھانا کھائیں گے، کھانے کے بعد آپ باقی ماندہ حصے کی سیر کرنے نکل جائیں گے اور پھر شام کو چار بجے کے قریب واپس لوٹیں گے، میرے ساتھ شام کی چائے پئیں گے اور اس کے بعد میں آپ کو رخصت کروں گا۔"

"پروگرام اچھا ہے، لیکن ہم یہاں سے ٹھیک چار بجے واپس روانہ ہو جانا چاہتے ہیں۔" محمود نے کہا۔

"چلیے! آپ کو ساڑھے تین بجے تک...."

اس کے الفاظ درمیان میں ہی رہ گئے۔ کمرے کے اندر دائیں طرف کی دیوار پر چند بلب لگے تھے، اس وقت ان میں سے سرخ رنگ کا بلب اچانک جلنے بجھنے لگا تھا۔ انہوں نے چونک

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

کا رنگ اُڑتے دیکھا، وہ گھبرا کر کھڑا ہو گیا اور بولا۔

"ٹھیک ہے، آپ ان لوگوں کو لے جائیے۔ شام کو ساڑھے تین بجے واپسی کا پروگرام رکھ لیتے ہیں۔"

"بہت بہتر.... آئیے جناب!" الطاف باقر نے اُٹھتے ہوئے کہا انہیں یوں محسوس ہوا جیسے رابرٹ انہیں جلد از جلد کمرے سے باہر نکال دینا چاہتا ہو، سرخ بلب ان کے ذہنوں میں جلنے بجھنے لگا اور وہ تینوں مشیروں کے ساتھ باہر نکل آئے۔

بامحاورہ چٹورا

باہر نکلتے ہی فرزانہ نے چونک کر کہا، "ارے، میرا قلم شاید اندر ہی رہ گیا، ٹھہریے میں وہ لے آؤں۔"

یہ کہتے ہی وہ تیزی سے مڑی اور کمرے میں داخل ہو گئی۔

"رہنے دیجیے.... دوپہر کو لے لیں گے۔" الطاف باقر نے جلدی سے کہا، لیکن اتنی دیر میں فرزانہ اندر داخل ہو چکی تھی۔ اس نے دیکھا، رابرٹ اندر نہیں تھا اور کمرے کا بغلی دروازہ کھلا تھا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھی، میز پر سے اپنا قلم اٹھایا اور بغلی دروازے میں جھانکا، لوہے کی سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ وہ واپس ہٹ آئی اور باہر نکل آئی۔ اس کے ہاتھ میں قلم دیکھ کر تینوں مشیروں نے اطمینان کا سانس لیا۔

"کیا آپ کے کارخانے میں کوئی تہ خانہ بھی ہے؟" فرزانہ نے باہر نکلتے ہی پوچھا۔

"تہ خانہ.... نہیں تو!" جمیل اختر کے منہ سے حیرت زدہ لہجے میں نکلا۔

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

"نہیں ہے؟" فرزانہ نے بھی حیران ہو کر کہا۔

"جی ہاں! ہمارے ہاں کوئی تہ خانہ نہیں ہے۔" سلیمان شوکت نے بھی پُر یقین لہجے میں کہا۔

"آپ لوگوں کو یہاں ملازمت کرتے کتنا عرصہ ہو گیا ہے؟"

"تقریباً تین سال تو ہم تینوں کو ضرور ہی ہو گئے ہوں گے، کیونکہ یہ انڈسٹری ابھی صرف پانچ سال پہلے لگائی گئی ہے۔" الطاف باقر نے کہا۔

"لیکن...." فرزانہ لیکن کہنے کے بعد رُکی، مسکرائی اور پھر بولی... "لیکن ہمیں یہاں آئے ابھی صرف چند منٹ ہوئے ہیں اور میں دعوے سے کہہ سکتی ہوں کہ یہاں تہ خانہ ہے۔"

"یہ... یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں، ہم پورے کارخانے کے چپے چپے سے واقف ہیں، لیکن کسی تہ خانے کے وجود سے بالکل بے خبر ہیں، اگر یہاں کوئی تہ خانہ ہے تو بھلا یہ بات ہم سے کیوں چھپائی جائے گی، سارے کاروبار کا ہمیں اچھی طرح علم ہے۔" الطاف باقر بے یقینی کے عالم میں کہتا چلا گیا۔

"آئیے میرے ساتھ... واپس کمرے میں، میں آپ کو تہ خانہ دکھاتی ہوں۔" فرزانہ بولی۔

"اب ہم واپس کمرے میں جانا مناسب نہیں سمجھتے... رابرٹ صاحب ناراض ہوں گے۔" جمیل اختر نے گھبرا کر کہا۔

"وہ ناراض نہیں ہوں گے، میں اس کا ذمہ لیتی ہوں۔" اس نے کہا۔ محمود اور فاروق اسے اب بُری طرح گھور رہے تھے۔ اس وقت فرزانہ انہیں کسی اور ہی دنیا کی مخلوق نظر آ رہی تھی۔

"آپ کیسے کہہ سکتی ہیں کہ وہ ناراض نہیں ہوں گے، جب کہ آپ ان کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتیں۔" سلیمان شوکت بولا۔

"یہ بھی تجربہ کر کے دیکھ لیں۔" فرزانہ مسکرائی۔

"ہم اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتے، اگر یہاں کوئی تہ خانہ موجود بھی ہے تو ہمیں کیا... ہو سکتا ہے رابرٹ صاحب نے کسی خاص وجہ سے یہ بات چھپائی ہو، اگر ہم نے یہ بات معلوم کرنے کی کوشش کی تو وہ ضرور ناراض ہوں گے اور ہو سکتا ہے، ہم ملازمت سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ آج کے زمانے میں ویسے ہی ملازمتیں بہت مشکل سے ملتی ہیں۔" الطاف باقر کہتا چلا گیا۔

"آپ بے شک نہ دیکھیں.... لیکن ہم ضرور دیکھیں گے۔" محمود نے ایک دم کہا اور ان کے جواب کا انتظار کیے بغیر مسٹر رابرٹ کے کمرے میں داخل ہو گیا... فاروق نے بھی اس کا ساتھ دیا، تینوں مشیر ہکا بکا کھڑے رہ گئے۔

"میں چاہتی تھی، آپ تینوں حضرات بھی تہ خانے کو ایک نظر

دیکھ لیں۔" ان کے جانے کے بعد فرزانہ مسکرائی۔

"ہم اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتے، کیوں کہ ہم مسٹر رابرٹ سے تنخواہ لیتے ہیں۔ اگر وہ کوئی بات ہم سے چھپانا چاہتے ہیں تو ہمیں اعتراض کرنے یا چھان بین کرنے کا کوئی حق نہیں۔" جمیل اختر بولا۔

"آپ بہت اچھے لوگ ہیں... بہت نیک ہیں، لیکن انسان کو اتنا سیدھا بھی نہیں ہونا چاہیے... اور پھر میں کہہ چکی ہوں کہ مسٹر رابرٹ آپ پر ناراض نہیں ہوں گے۔"

"آخر آپ یہ کس طرح کہہ سکتی ہیں؟" سلیمان شوکت نے جھلا کر کہا۔

"اس طرح کہ مسٹر رابرٹ تو اندر موجود ہی نہیں ہیں، وہ ناراض کیا ہوں گے۔" فرزانہ نے آخر کار انہیں بتا دیا۔

"کیا کہا... مسٹر رابرٹ اندر نہیں ہیں؟" الطاف باقر کے منہ سے حیرت زدہ انداز میں نکلا۔ جمیل اختر اور سلیمان شوکت کے منہ بھی... کھلے کے کھلے رہ گئے۔ پھر وہ تینوں تیزی سے مڑے اور رابرٹ کے کمرے میں داخل ہو گئے۔ ان کے پیچھے فرزانہ بھی اندر چلی آئی۔ اندر محمود اور فاروق ..... بوکھلائے ہوئے کھڑے تھے۔ وہ چاروں بھی اندر داخل ہوتے چکرا کر رہ گئے۔ خاص طور پر فرزانہ کو زور دار دھکا لگا۔

مسٹر رابرٹ اپنی کرسی پر بیٹھا، ان سب کو بڑی طرح گھور رہا تھا۔

○

"خیر تو ہے، آپ لوگ واپس کیوں لوٹ آئے؟" آخر کار اس نے پوچھا۔

ان میں سے کوئی بھی جواب نہ دے سکا۔ شاید ہر کوئی سوچ رہا تھا کہ کیا جواب دے۔ آخر فرزانہ نے ایک قدم آگے بڑھایا اور بولی:

"میرا قلم اندر رہ گیا تھا، میں وہ لینے دوبارہ اندر آئی تو آپ کرسی پر نہیں تھے اور کمرے میں ایک بغلی دروازہ کھلا ہوا تھا، میں نے باہر نکل کر ان لوگوں کو یہ بات بتائی تو یہ بھی حیران ہو کر اندر آ گئے۔"

"بغلی دروازہ.... شاید آپ نے خواب دیکھا ہے۔" رابرٹ مسکرایا۔

"لیکن میں جاگتے میں خواب کیسے دیکھ سکتی ہوں۔" فرزانہ بھی جواب میں مسکرائی۔

"تو پھر... وہ دروازہ کہاں ہے جو آپ نے..... دیکھا تھا۔"

www.facebook.com/ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

فرزانہ نے دروازے کی طرف دیکھا اور پھر چکرا کر رہ گئی، وہاں کوئی دروازہ نہیں تھا، البتہ دیوار ضرور موجود تھی۔ دیوار میں کسی بغلی دروازے کا نشان تک نہیں تھا۔ آخر اس نے کہا:

"یہاں اس وقت بے شک کوئی دروازہ نہیں، لیکن مصیبت یہ ہے کہ نہ میری نظر کمزور ہے، نہ یادداشت اور ابھی صرف دو منٹ پہلے آپ اس کمرے میں نہیں تھے... دائیں طرف کی دیوار میں اس جگہ ایک دروازہ موجود تھا اور اس میں میں نے سیڑھیاں بھی دیکھی تھیں۔ کیا آپ تھوڑی دیر پہلے اپنی کرسی سے اٹھ کر اس دروازے کے ذریعے نیچے نہیں چلے گئے تھے؟"

"نہیں! میں اپنی کرسی سے اٹھا بھی نہیں۔ آپ کے دونوں بھائیوں نے بھی مجھے یہیں موجود پایا تھا۔" رابرٹ نے کہا۔

"ہاں! یہ ٹھیک ہے۔" محمود نے کہا۔

"خیر! ہو سکتا ہے، مجھے ہی دھوکا ہوا ہو، معاف کیجیے گا۔ آیئے جناب چلیں۔" یہ کہہ کر فرزانہ مڑی۔

وہ کمرے سے نکل آئے۔ ہر ایک سوچ میں گم تھا، کسی کی سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ معاملہ کیا ہے۔

"آپ کو ضرور غلط فہمی ہوئی ہے، ہمیں یہاں اتنا عرصہ

ہو گیا، کبھی اس جگہ دروازہ نہیں دیکھا۔" الطاف باقر نے کہا۔

"کیا کبھی آپ کی موجودگی میں وہ سرخ بلب بھی جلا بجھا ہے؟" فرزانہ نے پوچھا۔

"کون سا بلب؟ ہم نے تو دھیان نہیں دیا۔" جمیل اختر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"دائیں طرف کی دیوار پر چند بلب لگے ہوتے ہیں، جب ہم باتیں کر رہے تھے تو ان میں سے سرخ رنگ کا بلب اچانک جل اٹھا تھا۔ اسے جلتے بجھتے دیکھ کر رابرٹ صاحب چونک کر اٹھے تھے اور آپ لوگوں سے کہا تھا کہ ہمیں لے کر چلے جائیں۔" فرزانہ نے کہا۔

"بھئی فرزانہ ہمیں کیا، ہم تو یہاں کارخانے کی سیر کرنے آئے ہیں۔" محمود نے اکتا کر کہا۔

"بالکل ٹھیک، یہ ان کا اپنا معاملہ ہے، تہہ خانہ ہے یا نہیں، وہ جانیں۔" فاروق بولا۔

"سوال یہ ہے کہ اگر یہاں کوئی تہہ خانہ ہے تو اسے پوشیدہ رکھنے کی کیا ضرورت ہے؟" فرزانہ نے منہ بنا کر کہا۔

"تمہارے اس سوال کا جواب مسٹر رابرٹ دے چکے ہیں، یہ کہ تم نے کوئی خواب دیکھا ہوگا اور میرا خیال ہے، تم نے واقعی کوئی خواب دیکھا تھا۔"

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

"جاگتے ہیں!" فرزانہ کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کچھ لوگ جاگتے میں بھی خواب دیکھ لیتے ہیں اور تم ان میں شامل ہو چکی ہو" محمود مسکرایا۔

"خیر چھوڑو... آیئے جناب... آپ ہمیں سیر کرایئے" فرزانہ نے کندھے اچکائے۔

تینوں مشیر انہیں کارخانے کی ایک ایک چیز دکھاتے رہے، تفصیل بتاتے رہے اور آگے بڑھتے رہے، لیکن ان تینوں کو تو جیسے اب کارخانے میں بننے والی مصنوعات سے کوئی دلچسپی رہ ہی نہیں گئی تھی۔ بظاہر انہوں نے معاملے کو ختم کر دیا تھا۔ لیکن تینوں کے ذہن اس ادھیڑ بن میں تھے کہ کارخانے کے نیچے اگر کوئی تہ خانہ موجود ہے تو کیوں... تہ خانہ ہے بھی یا نہیں، فرزانہ کو تو خیر اس پر یقین تھا ہی، محمود اور فاروق بھی فرزانہ کی بات کو نظر انداز نہیں کر سکے تھے۔ پروگرام کے مطابق انہوں نے دوپہر کو رابرٹ کے ساتھ کھانا کھایا اور پھر شام کو چائے پی کر رخصت ہوئے۔

"میں جب تک یہ معلوم نہ کر لوں کہ اس تہ خانے میں کیا ہو رہا ہے، چین کا سانس نہیں لے سکوں گی" فرزانہ نے بس میں بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس طرف سے انہیں جلد کوئی ٹیکسی ملنے کی امید نہیں تھی۔ اس لیے انہوں نے بس پکڑ لی تھی۔

"لیکن ہم یہ کس طرح معلوم کر سکتے ہیں؟" محمود نے پریشان ہو کر کہا۔

"یہی تو سوچنے کی بات ہے" فرزانہ نے کہا۔

"تو پھر خود ہی سوچو، اس کام میں تم ہی ماہر ہو۔ یوں بھی مجھے تو اس معاملے سے قطعاً کوئی دلچسپی نہیں" فاروق نے کہا۔

"تمہیں کبھی کسی معاملے سے دلچسپی بھی ہوئی ہے" فرزانہ نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"ہاں! ہوئی ہے، مجھے آم کھانے سے ہمیشہ دلچسپی رہتی ہے، البتہ میں پیڑ نہیں گنتا، جب کہ تم پہلے پیڑ گنتے ہو اور پھر آموں کی طرف توجہ دیتے ہو" فاروق نے جواب دیا۔

"تم تو ہو ہی چٹورے" فرزانہ جل کر بولی۔

"میں نے محاورہ استعمال کیا ہے، اس لیے تم مجھے بامحاورہ چٹورا کہہ سکتی ہو، حقیقی معنوں میں نہیں"

"چلو خیر... ہوئے تو چٹورے ہی" محمود مسکرایا۔

"ویسے جہاں تک میرا خیال ہے، ہم اس تہ خانے کے چکر کو معلوم نہیں کر سکیں گے۔ فاروق نے کہا۔

"وہ کیوں؟" فرزانہ نے تنک کر کہا۔

"وہ ایک پرائیویٹ ادارہ ہے۔ اور مالکان اس میں تہ خانہ بنائے ہیں یا نہیں، ہم اس سلسلے میں ان سے کس قانون کے

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

تحت پوچھ گچھ کر سکتے ہیں۔" اس نے جواب دیا۔

"کچھ بھی ہو، میں یہ معلوم کر کے رہوں گی۔" فرزانہ نے اٹل لہجے میں کہا۔

"کر لینا معلوم اور بتا دینا ہمیں بھی۔" فاروق نے جل کر کہا۔

"گویا تم میرا ساتھ نہیں دو گے۔" فرزانہ نے پوچھا۔

"ساتھ دینے والا کوئی کام بھی تو ہو۔" فاروق نے کندھے اچکائے۔

"محمود! تم کیا کہتے ہو؟" فرزانہ اس کی طرف مڑی۔

"میں تمہارا ساتھ دوں گا۔" محمود نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"بہت خوب! تمہارا شکریہ۔" فرزانہ خوش ہو کر بولی۔

"لیکن سوال یہ ہے کہ تم یہ معلوم کس طرح کرو گی، وہ ایک غیر ملکی فرم ہے۔"

"اس پر ہم غور کریں گے۔" فرزانہ نے جواب میں کہا۔

"ظاہر ہے، ابا جان کے علم میں لائے بغیر تم کچھ نہیں کر سکو گے اور وہ تمہیں اجازت ہی نہیں دیں گے۔" فاروق نے خیال ظاہر کیا۔

"دیکھا جائے گا۔"

وہ بس سٹاپ پر اترے اور پیدل ہی گھر کی طرف قدم

اٹھانے لگے، کیونکہ ابھی پانچ بجنے میں پندرہ منٹ تھے۔ اچانک ایک نیلی کار ان کے قریب سے گزری، ساتھ ہی محمود بلند آواز میں چیخا:

"نیچے گر جاؤ۔"

ادھر وہ نیچے گرے، ادھر تین فائر بیک وقت ہوئے... اور وہ کار آندھی اور طوفان کی طرح نظروں سے غائب ہو گئی۔

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

دو گولیاں

"کیا ہوا.... خیر تو ہے؟"

بے شمار آوازیں ابھریں اور پھر لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے۔ تینوں کپڑے جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ سب لوگ انہیں بری طرح گھور رہے تھے۔

"میں نے صاف دیکھا تھا، اس کار پر سے ان پر فائر کیے گئے تھے۔" ایک سفید ڈاڑھی والے بزرگ بولے۔

"وہ کون تھے، کیا تم لوگ انہیں جانتے ہو، انہوں نے کیوں حملہ کیا تھا؟" ایک اور صاحب بولے۔

"پتا نہیں کون لوگ تھے۔ شاید کسی اور پر حملہ کیا گیا تھا، لپیٹ میں ہم آ گئے۔" محمود نے بات بنائی اور ان دونوں کو اشارہ کیا کہ نکل چلو۔

تینوں لوگوں کی ہمدردی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بھیڑ سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھانے لگے۔ گھر پہنچے تو انسپکٹر جمشید وہاں موجود تھے۔ ان کی طرف دیکھتے ہی چونک اٹھے۔

"یہ تم رابرٹ انڈسٹری کی سیر کر کے آ رہے ہو یا کبڈی کھیل کر؟"

"جی ہم نے جان بوجھ کر کبڈی نہیں کھیلی.... کسی نے ہمیں مجبور کر دیا تھا۔" فاروق نے مسمسی صورت بنائی۔

"کیا مطلب... اوہو.... شاید تم تینوں گر پڑے تھے... کیوں ٹھیک ہے نا؟" انہوں نے تینوں کا بغور جائزہ لینے کے بعد کہا۔

"جی ہاں ابا جان!"

"تفصیل سے بتاؤ۔ تمہارے ساتھ کیا ہوا ہے؟" انہوں نے تینوں کو گھورا۔

فرزانہ نے جلدی جلدی ساری تفصیل کہہ سنائی۔ انسپکٹر جمشید سوچ میں پڑ گئے۔ پھر انہوں نے دفتر فون کیا، اکرام جا چکا تھا، دفتر کے چپراسی کے ذریعے اسے پیغام دیا۔ پندرہ منٹ بعد وہ وہاں پہنچ گیا:

"بس شاپ کے پاس ایک کار سے ان پر فائرنگ کی گئی ہے۔ کم از کم تین گولیاں ایک ساتھ چلائی گئی ہیں جس کا مطلب ہے، کار میں تین آدمی تو ضرور ہی موجود تھے۔ میں چاہتا ہوں، تین میں سے کم از کم کوئی ایک گولی تو ضرور مل جائے۔ بس شاپ کے پاس کے درختوں کا بغور جائزہ لینا، یہ بہت

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

ضروری ہے، کوئی گولی تو ضرور ہی کسی درخت میں گھسی ہو گی۔" انہوں نے کہا۔

"لیکن حملہ آور کون تھے؟" اکرام کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا، یہ آج رابرٹ انڈسٹری کی سیر کرنے گئے تھے، وہاں سے واپسی پر حملہ کیا گیا۔" یہ کہہ کر انہوں نے کارخانے میں پیش آنے والا واقعہ بھی اکرام کو سنا دیا پھر بولے:

"اس واقعے کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ کہیں حملہ آوروں کا تعلق رابرٹ انڈسٹری سے ہی نہ ہو اور اگر بات یہی ہے تو بہت خطرناک ہے، رابرٹ انڈسٹری کے خلاف کوئی کارروائی کرنا انتہائی مشکل ہو گا، کیونکہ ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں اور وہ ایک غیر ملکی کمپنی ہے۔" وہ کہتے چلے گئے۔

"پھر... آپ کا کیا پروگرام ہے۔ گولی مل جانے پر بھی ہم ان کے خلاف کیا کر سکیں گے؟" اکرام نے فکر مند لہجے میں کہا۔

"پہلے تم کوئی گولی تلاش کر کے دکھاؤ، پھر ہم سوچیں گے کہ اس سلسلے میں کیا کیا جا سکتا ہے۔" انہوں نے کہا اور اکرام اپنے کانسٹیبلوں کو لے کر چلا گیا۔

"یہ تم انڈسٹری دیکھنے گئے تھے؟" انسپکٹر مجتبیٰ نے انہیں گھورا۔

"جی ہاں! گئے تو تھے انڈسٹری ہی دیکھنے۔" فاروق نے گھبرا کر کہا۔

"محمود! تم بتاؤ، تمہیں صرف ایک ہی پہلے یہ خیال کیوں کر آ گیا کہ اس کار سے فائر ہو گا؟" انسپکٹر مجتبیٰ نے پوچھا۔

"بس میں ہم جس سیٹ پر بیٹھے تھے، اس پر سے پچھلی سمت میں بھی دیکھا جا سکتا تھا، کارخانے سے نکل کر جب ہم بس میں بیٹھے تو کار اس وقت بھی میں نے بس کے پیچھے دیکھی تھی، پھر دو تین بار میری راستے میں بھی اس پر نظر پڑی، وہ بدستور بس کے پیچھے پیچھے آ رہی تھی، حالانکہ بس کی رفتار بہت کم تھی، اس سے میں نے اندازہ لگایا کہ کار بس کا تعاقب کر رہی ہے، کارخانے میں تو خانے والا واقعہ پیش آ چکا تھا، ذہن میں ایک خیال ابھرا، کہیں یہ کار دراصل ہمارا تعاقب تو نہیں کر رہی۔ پھر جب ہم بس سے اتر کر بس سٹاپ سے آگے چل پڑے تو کار کی رفتار یکایک تیز ہو گئی، وہ تیر کی طرح ہماری طرف آئی اور میں چیخ پڑا کر نیچے گر جاؤ... اگر ہم نہ گرے ہوتے تو... تو...." محمود کہتا کہتا رک گیا۔

"تو سے آگے شاید محمود کو الفاظ نہیں مل رہے، کیا ڈکشنری کر دوں؟" فاروق مسکرایا۔

www.facebook.com/ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

"خدا کا شکر ہے کہ اس نے تمہاری مدد کی۔" بیگم جمشید بولیں۔

"بے شک! اس کا شکر ادا کیے بغیر چارہ ہی نہیں، اور محمود تم بھی مبارک باد کے حق دار ہو۔" انسپکٹر جمشید نے خوش ہو کر کہا۔ یہ سن کر فاروق اور فرزانہ کے منہ بن گئے۔

"تم دونوں کو کیا ہوا۔ کیا محمود کی بر وقت ذہانت پر خوش نہیں ہو؟" بیگم جمشید نے مسکرا کر پوچھا۔

"جی خوش..... جی ہاں خوش تو بہت ہیں۔" فاروق نے جلدی سے کہا۔

"کیا خیال ہے ابا جان! کیا یہ حرکت رابرٹ کے آدمیوں کی ہے؟" محمود نے پوچھا۔

"کچھ کہا نہیں جا سکتا، ہمارے دشمن اَن گنت ہیں۔" انہوں نے کہا۔

"لیکن کار کا کارخانے سے تعاقب شروع کرنے کا تو یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ ان کا تعلق رابرٹ انڈسٹری سے تھا۔" فاروق نے خیال ظاہر کیا۔

"ضروری نہیں..... ہو سکتا ہے، کار تمہارے تعاقب میں یہاں سے چلتے وقت لگی ہو۔" انہوں نے کہا۔

"گویا دونوں باتیں ہو سکتی ہیں، یا تو حملہ آور ہمارے دشمنوں

میں سے تھے یا پھر رابرٹ انڈسٹری سے تعلق رکھتے تھے اور اگر وہ رابرٹ انڈسٹری سے متعلق تھے، تو معاملہ حد درجے سنجیدہ ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں ہمیں یہ دیکھنا ہی پڑے گا کہ اس کارخانے کے تہ خانے میں کیا ہو رہا ہے، کہیں کوئی ناجائز چیز تو تیار نہیں کی جا رہی۔" محمود کہتا چلا گیا۔

"یہی بات تو مجھے اُلجھن میں ڈال رہی ہے، رابرٹ انڈسٹری پر چھاپہ مارنا آسان کام نہیں ہو گا۔ بغیر کسی خاص وجہ کے۔ اور تہ خانے کی موجودگی خاص وجہ نہیں کہلا سکتی۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"تب پھر اس سلسلے میں کیا کیا جائے گا، کیا ہم ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ جائیں گے؟"

"ہاں! اس میں حرج بھی کیا ہے، ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھنے سے پچھلا ہاتھ کوئی شکایت تو کرے گا نہیں۔" فاروق بولا۔

"تم تو بس خاموش ہی رہو۔" فرزانہ نے جھلا کر کہا۔

"کیوں! میں نے کیا کیا ہے؟" فاروق مسکرایا۔

"یہ کیا کم ہے کہ کوئی کام کی بات نہیں کرتے۔"

"گویا میں بے کار ہوں۔ ناکارہ ہوں..... اچھا تو میں چلا رابرٹ انڈسٹری کے تہ خانے کا کھوج لگانے۔" فاروق کو طیش آ گیا وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

"ارے ارے.... بیٹھو... تم تنہا وہاں جا کر اپنی گردن پھنسا لو گے" انسپکٹر جمشید بولے۔

"اچھا ہی ہے، فرزانہ تو خوش ہو جائے گی" فاروق نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں نے یہ کب کہا ہے کہ تمہاری گردن پھنسنے پر میں خوش ہوں گی، کبھی پھنسوا کر دیکھو، پھر دیکھنا کیسے تمہاری مدد کو پہنچتی ہوں" فرزانہ نے شوخ انداز میں جواب دیا۔

"دیکھا ابا جان! مجھے گردن پھنسوانے کی دعوت دے رہی ہے"

"تو اٹھا لو دعوت" محمود بھی بولا۔

"حد ہو گئی، تم دونوں تو میرے پیچھے ہی پڑ گئے" فاروق جھنجھلا کر بولا۔

"ایسا بھی ہوتا ہے، عام طور پر تم ہمارے پیچھے پڑے رہتے ہو" فرزانہ بولی۔

"اب تو میرا جی چاہنے لگا ہے، سچ مچ دوڑتا ہوا جاؤں اور رابرٹ انڈسٹری کے تہ خانے میں گھس جاؤں" فاروق نے کہا۔

"تو کیا اس سے پہلے جھوٹ موٹ کہہ رہے تھے" فرزانہ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"فاروق! تم تو اس طرح کہہ رہے ہو جیسے تہ خانے کا دروازہ تمہیں کھلا ملے گا" انسپکٹر جمشید نے اس کی بات میں دلچسپی

لیتے ہوئے کہا۔

"اگر وہ کھلا نہیں ملے گا تو کیا ہوا، اس دروازے کا کوئی بٹن وٹن مسٹر رابرٹ کی میز کے کسی پائے میں لگا ہو گا، اسے دبانے کی دیر ہے، بس میں تہ خانے میں پہنچ گیا" اس نے کہا۔

"لو بھئی فرزانہ! یہ تو یہاں بیٹھے بیٹھے ہی تہ خانے میں پہنچ گیا۔ فاروق ذرا بتاؤ تو... اندر کیا ہو رہا ہے" محمود نے مذاق اڑانے والے انداز میں کہا۔

"ایک ایسا خوف ناک کام.... جسے سن کر تمہارے تمام رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے اور پھر کبھی نہ بیٹھیں گے" فاروق نے تھلا کر کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ پھر نہ بیٹھیں" محمود کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ابھی میں نے یہ نہیں بتایا کہ اندر کیا ہو رہا ہے۔ میں ذرا اپنے جہاں نما میں دیکھنے کی کوشش کر رہا ہوں"

"لیجیے! اب جادوگری شروع ہو گئی۔ پرانے زمانے کی کہانیوں میں جادوگر گھر بیٹھے اپنے جہاں نما میں سب کچھ دیکھ لیا کرتے تھے" فرزانہ نے بتایا۔

"حیرت ہے، ایسا جہاں نما فاروق کے ہاتھ کیسے لگا"

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

محمود ہنسا۔

"تم فاروق کو کچھ بھی کہو، کتنا ہی اس کے پیچھے پڑو، باتوں باتوں میں یہ دو باتیں ایسی کہہ گیا کہ اب میں رابرٹ انڈسٹری کے تہ خانے کے امکانات پر غور کرنے پر مجبور ہو گیا ہوں۔" انسپکٹر جمشید درمیان میں بول پڑے۔

"جی ـــــ کون سی دو باتیں؟" محمود اور فرزانہ کے منہ سے حیرت زدہ انداز میں نکلا۔ ان کی آنکھیں انسپکٹر جمشید کے چہرے پر جم کر رہ گئیں۔

"ایک تو یہ کہ تہ خانے کا دروازہ میز کے پائے وغیرہ پر لگے کسی بٹن سے کھلتا ہے اور دوسرے یہ کہ اندر کوئی بہت خوف ناک کام ہو رہا ہے... سوچنے کی بات ہے اگر تہ خانے میں کوئی غیر قانونی کام نہیں ہو رہا تو رابرٹ کو چھپانے کی کیا ضرورت تھی، یہاں تک کہ اس کے قیدوں مشیر بھی تہ خانے کی موجودگی سے بے خبر ہیں۔" انہوں نے کہا

"دھت تیرے کی یہ فاروق تو مذاق مذاق میں بازی لے جاتا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔" محمود نے ران پر ہاتھ مارا۔

عین اسی وقت دروازے کی گھنٹی بجی۔ محمود نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو سب انسپکٹر اکرام اور محمد حسین آزاد حوالدار

کو وہاں موجود پایا۔ وہ انہیں لے کر اندر آ گیا۔

"یہ کارنامہ مولانا محمد حسین آزاد کا ہے۔" اکرام نے مسکراتے ہوئے ایک رومال ان کے سامنے پھیلا دیا۔

"میں مولانا محمد حسین آزاد نہیں، صرف محمد حسین آزاد ہوں۔" اس نے چیں بچیں ہو کر کہا۔

"بالکل ٹھیک! یہ بھی بہت کافی ہے۔" فاروق مسکرایا۔

انہوں نے دیکھا، رومال میں دو گولیاں موجود تھیں، جو پستولوں سے چلائی گئی تھیں۔

○

"ساری بات آپ سن چکے ہیں جناب! اب میں چاہتا ہوں، رابرٹ انڈسٹری کے وارنٹ جاری کر دیے جائیں اور یہ تلاشی میں جا کر لوں۔" انسپکٹر جمشید نے آئی جی صاحب سے کہا۔

دوسرے دن بعد دوپہر وہ چاروں آئی جی صاحب کے دفتر میں بیٹھے تھے، ڈی آئی جی صاحب بھی یہیں تھے، اس وقت تک محمود، فاروق اور فرزانہ پر قاتلانہ حملے کی خبر ہر ایک کو معلوم ہو چکی تھی۔

"جمشید! تم مجھے بیٹوں کی طرح عزیز ہو، محمود، فاروق اور فرزانہ کے جسموں پر خراش بھی آئے تو مجھے تکلیف ہوتی

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

ہے، یہ تو پھر قانونی حملے کا معاملہ ہے، لیکن کسی بات سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ یہ حرکت رابرٹ انڈسٹری کی طرف سے کی گئی ہے، صرف شک کی بنا پر ایک غیر ملکی کمپنی کی تلاشی کے وارنٹ جاری کرنا بہت مشکل ہے اور ہمارے لیے پریشانیاں کھڑی ہو جائیں گی، میں تو کہتا ہوں، اس معاملے کو یہیں ختم کر دو۔" آئی جی صاحب نے نرم لہجے میں کہا۔

"اور آپ کیا کہتے ہیں خان صاحب؟" انسپکٹر جمشید ڈی آئی جی صاحب کی طرف مڑے۔

"میرا بھی یہی خیال ہے۔" خان صاحب نے کہا۔

"میں محمود، فاروق اور فرزانہ پر حملے کی بات کو تو بھول سکتا ہوں، یہ تو ہمارے ساتھ ہوتا ہی رہتا ہے، لیکن سوال تو یہ ہے کہ اس بات کو کس طرح بھول جاؤں کہ رابرٹ انڈسٹری کے تہ خانے میں کوئی غیر قانونی کام ہو رہا ہے اور اس بات کا بھی تو امکان ہے کہ وہ غیر قانونی کام کسی طرح ہمارے ملک کے لیے نقصان دہ ثابت ہو۔" انسپکٹر جمشید نے جواب دیا۔

"جب تک ان کے خلاف شبے کی کوئی مضبوط وجہ ہمارے پاس نہ ہو، وارنٹ جاری کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہوگا۔

اس طرح الٹا ہم پر کیس بن سکتا ہے۔" ڈی آئی جی بولے۔

"تو پھر مجھے اجازت دیجیے، میں اپنے طور پر انڈسٹری کی چھان بین کر لوں۔"

"میں تمہیں بھی یہی مشورہ دوں گا کہ اس معاملے کو گول کر جاؤ۔"

"جی بہت بہتر... اگر آپ کا یہی مشورہ ہے تو یہی سہی۔"

وہ باہر نکلے تو محمود، فاروق اور فرزانہ کی مایوسی کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ خود انسپکٹر جمشید کے چہرے پر ناگواری کے آثار صاف دیکھے جا سکتے تھے۔

"کیا ہم کبھی رابرٹ انڈسٹری کے تہ خانے کا حال نہ جان سکیں گے؟" فرزانہ کے منہ سے حیرت زدہ لہجے میں نکلا۔

"ہم جائیں گے... اور ضرور جائیں گے۔" انسپکٹر جمشید کی سرد آواز ان کے کانوں سے ٹکرائی۔ "تم وہاں جانے کی تیاری کرو۔"

---

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

سنسنی کی لہر

انسپکٹر جمشید کو دفتر میں چھوڑ کر وہ پروفیسر داؤد کی تجربہ گاہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ تقریباً ایک ماہ پہلے انہوں نے ان کے لیے کھلونا نما ہتھیار بنا کر دینے کا وعدہ کیا تھا اور اس وقت انہیں کھلونوں کی شدید ضرورت کا احساس ہوا تھا، نہ جانے ان کے والد کا کیا پروگرام تھا، تاہم وہ یہ اندازہ تو لگا ہی سکتے تھے کہ ایک پر خطر مہم کی ٹھان چکے ہیں اور ایسے میں ان کے پاس نئے ہتھیاروں کا ہونا ضروری تھا۔ دروازے پر ان کی ملاقات شائستہ سے ہوئی، انہوں نے ایک دوسرے سے ہاتھ ملائے۔

"ابا جان تم تینوں سے بہت ناراض ہیں۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"ہائیں! وہ کیوں؟" فرزانہ نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"تم ایک ماہ سے غائب ہو..."

"اوہ! یہ تو ہے۔ دراصل ہم نے ان سے نئے ہتھیاروں

کی فرمائش کی تھی اور ہمارا خیال تھا کہ وہ ایک ماہ بعد ہی ہمیں دے سکیں گے۔"

"حالانکہ تمہارے جانے کے تیسرے دن ہی انہوں نے تین ہتھیار تیار کر دیے تھے۔" شائستہ نے مسکرا کر کہا۔

"تو انہوں نے فون کیوں نہ کر دیا؟"

"میں نے تو کہا تھا، تمہیں فون کر دیا جائے، لیکن جواب میں انہوں نے یہی کہا کہ پیاسا خود کنوئیں کے پاس آیا کرتا ہے، نہ کہ کنواں۔"

"تو انکل کنواں ہیں اور ہم پیاسے۔" فاروق بولا۔

"بلکہ پیاسے کوے۔" فرزانہ بول اٹھی۔

"کوا ہو گی تم۔" فاروق نے بڑی بوڑھیوں کے انداز میں جھلا کر کہا۔

"میں کوا کس طرح ہو سکتی ہوں... ویسے کیا تمہیں کوے کا مونث معلوم ہے؟" فرزانہ ہنسی۔

"لو شائستہ.... یہ تو شروع ہو گئے، آؤ میں تمہارے ساتھ اندر چلتا ہوں، یہ تو یہیں کھڑے رہیں گے۔" محمود نے کہا۔

"تاکہ تینوں ہتھیار تم ہتھیا لو۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"واہ! یہ ہتھیار ہتھیانا بھی خوب ہے۔" شائستہ ہنسی۔

آخر چاروں پروفیسر داؤد کی تجربہ گاہ میں پہنچے۔ وہ اس

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

وقت کسی مشین پر جھکے اپنی دنیا میں گم تھے، انہیں ان کے اندر داخل ہونے کا پتا بھی نہ چلا۔

"السلام علیکم انکل!"

"وعلیکم.... ارے.... یہ تم ہو۔ وعلیکم السلام!" انہوں نے خوش ہو کر کہا۔

"انکل! آپ نے تو وعلیکم السلام کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔" فاروق بولا۔

"بیٹا! ہم سائنس دان لوگ یہی تو کام کرتے ہیں، ایک ننھے سے ذرے کو پھاڑ کر نہ جانے کتنے حصوں میں تقسیم کر دیتے ہیں اور ان میں سے ہر ذرہ ایٹم کہلاتا ہے۔"

"ایٹم اور ایٹم بم کی بات چھوڑیں... اور یہ بتائیں ہمارے لیے کیا چیزیں تیار کی ہیں؟"

"ارے ہاں... لاحول ولا قوۃ... مجھے تو اب یاد آیا۔ میں تو تم تینوں سے ناراض ہوں!"

"دیکھیے انکل! ہم پر کل قاتلانہ حملہ ہو چکا ہے، اس لیے۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"کیا کہا... قاتلانہ حملہ... کب کیسے؟" پروفیسر داؤد کی ساری ناراضی ہوا ہو گئی۔ رنگ فق ہو گیا، شائستہ بھی انہیں خوفزدہ انداز میں دیکھنے لگی۔

"بس اللہ تعالیٰ نے بال بال بچا لیا۔" محمود نے کہا۔

"بتاؤ تو سہی.... کیا ہوا تھا؟"

محمود نے ساری تفصیل کہہ سنائی اور پھر بولا:

"لہٰذا اب ہمیں ان ہتھیاروں کی ضرورت ہے جو آپ نے تیار کیے ہیں۔"

"بہت خوب! تم فکر نہ کرو، تمہارے ہتھیار تیار ہیں، لیکن پہلے تم ہمارے ساتھ چائے پیو گے، اس کے بعد ہتھیار ملیں گے۔" انہوں نے کہا۔

"بالکل ٹھیک، ہمیں منظور ہے۔"

"یہ میری اجازت کے بغیر کیا منظور کیا جا رہا ہے؟" خان رحمان کی آواز نے انہیں چونکا دیا۔ ان کی اچانک آمد سے وہ خوش ہی تو ہو گئے۔ اچھل کر کھڑے ہوئے اور پھر سب ان سے ملے اور جب انہیں معلوم ہوا کہ ان پر کل حملہ ہو چکا ہے تو انہوں نے منہ پھلا لیا:

"جاؤ! میں تم سے بات نہیں کرتا، تم نے کل ہی مجھے اطلاع کیوں نہ دی.... اور نہ انسپکٹر جمشید سے بات کر دوں گا، بلکہ اس سے تو اچھی طرح سمجھوں گا۔" انہوں نے جلدی جلدی کہا۔

"لیکن انکل! جب آپ بات ہی نہیں کریں گے تو سمجھیں

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

گے کیسے ؟" فرزانہ نے شوخ لہجے میں پوچھا۔

"دھت تیرے کی، واقعی یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں، ہاں ٹھیک ہے، ترکیب سمجھ میں آ گئی" وہ پہلے جھلا کر اور پھر خوش ہو کر بولے۔

"کیا ترکیب سمجھ میں آ گئی ؟" محمود نے پوچھا۔

"میں ظہور کے ذریعے اس سے سمجھوں گا، اس کے ہاتھ رقعہ لکھ کر بھیج دوں گا اور اس رقعے میں کھری کھری سنا دوں گا" انہوں نے ترکیب بتائی۔

"بھئی واہ! ترکیب تو اچھی ہے۔ چلیے ہم کوئی اعتراض نہیں کریں گے، آپ رقعہ ضرور لکھ کر بھیجیں" فرزانہ بولی۔

"بس بس! تم لوگ بھی مجھ سے بات نہ کرو"

"لیکن انکل! اب تو آپ باتیں کر ہی چکے ہیں" فاروق مسکرایا۔

"بھئی رحمان.... میرا خیال ہے، اس میں ان کا کوئی قصور نہیں، ان لوگوں نے ہمیں صرف اس لیے یہ خبر نہیں سنائی ہو گی کہ ہم پریشان ہو جائیں گے" پروفیسر داؤد نے صلح کرانے والے انداز میں کہا۔

"اوہ ہاں! یہ بات بھی ہے، چلو خیر معاف کیا... اور اب یہ بتاؤ کیا ارادے ہیں"

"ہم یہ معلوم کر کے رہیں گے کہ رابرٹ انڈسٹری کے تہ خانے میں کیا ہو رہا ہے، سرکاری طور پر تو اس کی اجازت ملی نہیں" محمود نے کہا۔

"کیا کہا... سرکاری طور پر اجازت نہیں ملی اور وہ بھی نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے" انہوں نے حیران ہو کر کہا۔

"جی ہاں! یہ حقیقت ہے" اس نے کہا۔

"تو جمشید اپنا خصوصی اجازت نامہ کیوں استعمال نہیں کرتا" پروفیسر داؤد بولے۔

"وہ اسے وہاں استعمال کرتے ہیں، جہاں اس کے بغیر کام نہ نکلے" محمود نے کہا۔

"تو یہاں کیسے کام نکلے گا"

"ابھی تک ہم نے اس کا فیصلہ نہیں کیا۔ آج شام اس سلسلے میں میٹنگ ہو گی" فرزانہ نے بتایا۔

"کہو تو میں بھی اس سلسلے میں ساتھ دوں" خان رحمان بولے۔

"شاید ابا جان آپ کو خطرہ مول لینے کا مشورہ نہیں دیں گے" محمود نے کہا۔

"خیر! میں خود بات کر لوں گا"

پروفیسر داؤد ان کے ہتھیار لینے چلے گئے تھے، وہ خان رحمان اور شائستہ سے باتیں کرنے لگے۔ جلد ہی پروفیسر

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

واپس آ گئے۔ ان کے ہاتھ میں تین نئی قسم کے ہتھیار تھے انہوں نے تینوں کو ایک ایک ہتھیار دیا، استعمال کرنے کے طریقے بتائے۔ اس دوران خان رحمان انسپکٹر جمشید سے فون پر باتیں کرتے رہے۔ وہ ریسیور رکھ کر ان کی طرف مڑے تو پروفیسر داؤد اپنی ہدایات مکمل کر چکے تھے۔

"تمہارا خیال ٹھیک نکلا، جمشید نے کہا ہے کہ اس معاملے میں کسی کی مدد حاصل کرنا پسند نہیں کریں گے، بہرحال میں نے کہہ دیا ہے کہ جس وقت بھی ضرورت سمجھو، میں حاضر ہوں۔" وہ کہتے چلے گئے۔

"آپ کا بہت بہت شکریہ انکل اور آپ کا بھی انکل۔" انہوں نے خان رحمان سے کہا اور پھر پروفیسر داؤد کی طرف مڑے۔ دونوں جواباً مسکرائے۔

ان سے رخصت ہو کر وہ باہر نکلے، ایک ٹیکسی میں بیٹھے اور گھر کی طرف روانہ ہو گئے، فوراً ہی محمود کے منہ سے نکلا،

"اوہ! ہمارا تعاقب ہو رہا ہے... خبردار مڑ کر ہرگز نہ دیکھنا۔"

فاروق اور فرزانہ ساکت رہ گئے۔ ان کے دل دھک دھک کرنے لگے، کل ہی ایک کار سے ان پر فائرنگ ہو چکی تھی۔

"ڈرائیور! مہربانی فرما کر رفتار تیز کر دو، کچھ بدمعاش ہمارے پیچھے لگ گئے ہیں، کہیں وہ ہم پر حملہ نہ کر بیٹھیں۔" فرزانہ نے پریشان ہو کر کہا۔

"بہت اچھا!" ڈرائیور نے کہا اور رفتار بڑھا دی۔

لیکن بیک ویو آئینے میں دیکھنے کے بعد انہیں معلوم ہو گیا کہ تعاقب میں آنے والی کار کی رفتار بھی اسی قدر بڑھ گئی تھی۔

"تمہیں ایک بات بتاؤں؟" محمود نے پُرخیال انداز میں کہا "اگر بتانا چاہتے ہو تو بتا دو، زیادہ پراسرار بننے کی کوشش نہ کرو۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"شاید تم اس بات سے جل گئی ہو کہ تم سے پہلے آج پھر میں نے تعاقب کا احساس کر لیا ہے۔" محمود نے مسکرا کر کہا۔

"میں کیوں جلتی... تمہیں وہم ہوا ہے۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"آج تم نے اپنا خاص جملہ نہیں کہا، یعنی جلتی ہے میری جوتی۔" فاروق مسکرایا۔

"چلو اگر نہیں پوچھنا چاہتے تو نہ سہی۔" محمود نے جھلا کر کہا۔

"ارے بھئی بگڑنے کی کون سی بات ہے، چلو بتاؤ کیا

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

بتانا چاہتے ہو، میں نہایت غور سے سننے کا وعدہ کرتا ہوں، اور یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ ایک کان سے سن کر دوسرے سے اڑا نہیں دوں گا۔" فاروق نے مذاق اڑانے والے انداز میں کہا، محمود کو غصہ آ گیا۔ اس نے اپنے ہونٹ مضبوطی سے بند کر لیے۔

"معلوم ہوتا ہے، اب یہ ہونٹ کبھی نہیں کھلیں گے۔" فرزانہ ہنسی۔

"کیوں! کیا ان پر علی گڑھ کا تالا لگ گیا ہے؟" فاروق نے فوراً کہا۔

"اب علی گڑھ کے تالوں کا زمانہ کہاں رہا۔ اب تو چائنا کے تالے پسند کیے جاتے ہیں۔" فاروق بولا۔

"لو! ہم محمود کی بات سے چائنا کے تالوں تک جا پہنچے۔" فرزانہ مسکرائی۔

"ہم تو ہوائی جہاز تک جا سکتے ہیں۔ تالے تو ہیں کس کھیت کی مولی۔ ویسے اب ہمیں محمود سے وہ بات پوچھ ہی لینی چاہیے، ورنہ اس کا پارہ چڑھ جائے گا۔"

"اچھا! میں نہیں چاہتی کہ پارہ اتنا چڑھے کہ گنجائش بھی نہ رہے، چلو محمود بتاؤ، وہ کیا بات ہے۔"

"تم دونوں جب سنجیدہ ہو جاؤ، تو مجھے بتانا، میں بات

دوں گا۔" محمود نے جل بھن کر کہا۔

"ہم..... ہم تو سو فیصد سنجیدہ ہیں۔" فرزانہ جلدی سے بولی۔

"بلکہ ایک سو ایک فیصد۔" فاروق بھلا کہاں رکنے والا تھا۔

"خیر! سنو..... اگرچہ میں جانتا ہوں، تمہارے فرشتے بھی اس وقت سنجیدہ نہیں ہیں....." محمود نے کہنا شروع کیا تھا کہ فاروق نے بات کاٹ دی:

"خیر! تم ہمارے فرشتوں کے بارے میں تو کچھ کہہ نہیں سکتے، کیوں کہ ان کے بارے میں تو خود ہمیں بھی معلوم نہیں کہ سنجیدہ ہیں یا غیر....."

"دیکھا، میں تو پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ تم دونوں اس وقت مکمل طور پر غیر سنجیدہ ہو، لیکن میں تمہیں یہ ضرور بتاؤں گا کہ اس وقت ہمارے تعاقب میں جو کار ہے، کل اسی کار سے ہم پر فائر کیے گئے تھے۔"

"کیا!" فاروق اور فرزانہ کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

○

"ڈرائیور! گاڑی مین روڈ کی بجائے تیرھویں سڑک پر موڑ لو۔" اچانک محمود نے کہا۔

"جی ـــــ کیا مطلب؟"

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

"ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ تعاقب کرنے والوں کا مقصد کیا ہے، کہیں یہ ہمارا گھر تو دیکھنا نہیں چاہتے، اگر ان کا یہی ارادہ ہے تو ہم انہیں چکر دے کر گھر تک پہنچنا پسند کریں گے۔" محمود نے کہا اور ڈرائیور نے تیسری سڑک آتے ہی گاڑی اس پر موڑ لی۔ فوراً ہی کالی کار بھی مڑتی نظر آئی۔

"ثابت ہو گیا، یہ ہمارا پیچھا چھوڑنا نہیں چاہتے، اب ہمیں پیدل مارچ کرنا ہو گی۔" محمود نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"بالکل ٹھیک! ہم گلیوں گلیوں ہوتے ہوئے گھر پہنچ جائیں گے۔" فرزانہ نے پرجوش لہجے میں کہا۔

"ڈرائیور صاحب.... کیا آپ ایک کام کر سکتے ہیں؟" محمود نے کچھ سوچ کر کہا۔

"فرمایئے۔" وہ بولا۔

"جونہی آپ اگلا موڑ مڑیں، ایک دم بریک لگا دیں، ہم پھرتی سے نیچے اتر جائیں گے.... اور آپ آگے بڑھ جایئے گا، آگے جا کر بے شک آپ گاڑی کی رفتار آہستہ کر لیں۔ تعاقب کرنے والے جب یہ دیکھیں گے کہ ہم کار میں نہیں ہیں تو خود بخود تعاقب ختم کر دیں گے۔"

"ٹھیک ہے، مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" ڈرائیور بولا۔

"تو پھر.... لیجیے اپنا بل.... اس وقت میٹر پر جو کرایہ بن رہا ہے، اس سے پانچ روپے زائد آپ کو دیئے جا رہے ہیں، اُمید ہے، آپ ہمیں اتارنے کے بعد کچھ دور تک ضرور تیز رفتاری سے آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔"

"میں یہی کروں گا۔" اس نے کرایہ لے کر جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

پھر جونہی اگلا موڑ آیا، اس نے گاڑی موڑتے ہی ایک دم بریک لگا دیئے، تینوں بائیں طرف کا دروازہ پہلے ہی کھولے بیٹھے تھے، بس انہوں نے فوراً نیچے چھلانگیں لگا دیں اور سامنے نظر آنے والی گلی میں گھس گئے، پھر دوڑتے چلے گئے۔ لوگ انہیں بڑی طرح گھور رہے تھے، لیکن اس وقت انہیں بھلا لوگوں کی کیا پروا ہو سکتی تھی۔

گھر میں داخل ہوئے تو ابھی انسپکٹر جمشید واپس نہیں آئے تھے، انہوں نے بے تابی کے عالم میں گھڑیوں کی طرف دیکھا، پانچ بج کر بیس منٹ ہو چکے تھے جب کہ ٹھیک سوا پانچ بجے وہ گھر پہنچ جاتے تھے۔

"ابا جان اب تک نہیں آئے۔" تینوں کے منہ سے ایک ساتھ فکر مند انداز میں نکلا۔

"نہیں! میں فون کرنے کی سوچ ہی رہی تھی کہ تم نے

www.facebook.com/ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

دروازے کی گھنٹی بجا دی۔" بیگم جمشید بولیں۔

"میں دیکھتا ہوں۔" محمود نے کہا اور دفتر کے نمبر ڈائیل کیے، لیکن بابا فاضل نے بتایا کہ وہ پونے پانچ بجے دفتر سے جا چکے ہیں۔

ان کے چہرے ست گئے.... صرف پانچ منٹ کی دیر بھی انہیں فکر مند کر دینے کے لیے کافی تھی۔

"یا اللہ رحم!" بیگم جمشید کے منہ سے نکلا۔

"ٹھہریے! میں پروفیسر انکل اور انکل رحمان کو بھی فون کر کے دیکھ لوں۔ کہیں وہ ان کے ہاں نہ چلے گئے ہوں۔" محمود نے کہا۔

"ناممکن! وہ فون پر اطلاع ضرور دیتے۔" بیگم جمشید بولیں۔ "تاہم فون کر کے دیکھ....."

اس کے الفاظ درمیان میں ہی رہ گئے۔ اسی وقت دروازے کی گھنٹی بجی تھی۔ انداز انسپکٹر جمشید کا ہی تھا۔ چاروں ایک ساتھ دروازے کی طرف دوڑے۔ پھر جونہی انہوں نے دروازہ کھولا، وہ اپنی چیخیں کسی طرح نہ روک سکے۔

انسپکٹر جمشید کی پیشانی سے بہنے والا خون ان کی قمیص تر کرتا جا رہا تھا۔

"جلدی سے ڈاکٹر کو فون کرو۔"

انہوں نے کہا اور دھڑام سے گرے۔ چاروں بوکھلا اٹھے، کسی نہ کسی طرح وہ انہیں اٹھا کر اندر لے گئے۔ محمود نے ڈاکٹر انصاری کو فون کیا، جلد ہی وہ آ پہنچے۔ زخم کی حالت دیکھی، صاف کیا اور پٹی کر دی۔ پھر ان کی طرف مڑے۔

"ان پر گولی چلائی گئی ہے، لیکن گولی ترچھی لگی اور دماغ میں گھسنے کی بجائے رگڑ کھاتی ہوئی گزر گئی۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیجیے۔ یہ خطرے سے باہر ہیں۔ میں نیند کا انجکشن دیے دیتا ہوں۔"

ڈاکٹر صاحب کہتے جا رہے تھے اور وہ سکتے کے عالم میں کھڑے سن رہے تھے، اسی وقت انسپکٹر جمشید نے آنکھیں کھول دیں۔ انہوں نے مسکرا کر کہا:

"نیند کے انجکشن کی ضرورت نہیں، محمود تم خان رحمان اور اکرام کو فون کر دو۔ یہاں ان کی ضرورت ہے، تم لوگ بھی ہوشیار رہو، ہم سخت خطرے میں ہیں۔"

ان کے الفاظ نے گھر کی فضا میں ایک سنسنی کی لہر دوڑا دی۔

---

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

دروازہ بند تھا

وہ رات خیریت سے گزر گئی۔ خان رحمان اور اکرام تمام رات ان کے پاس موجود رہے تھے اور کانسٹیبلوں نے رات بھر ان کے مکان کی نگرانی کی تھی۔ انسپکٹر جمشید نے رات کا زیادہ حصہ سو کر گزارا۔ دوسری صبح ان کے چہرے پر تازگی کے آثار دیکھ کر وہ سب کھل اٹھے۔

"میں اب خود کو بہت بہتر محسوس کر رہا ہوں۔"

"ابا جان! حملہ آور کون تھے، کیا آپ انہیں دیکھنے میں کامیاب ہو گئے تھے؟"

"افسوس..... میں انہیں دیکھ نہیں سکا۔ البتہ یہ ضرور بتا سکتا ہوں کہ وہ سیاہ رنگ کی کار میں تھے۔"

"اوہو..... یہ اتنی سیاہ رنگ کی کاریں کہاں سے آگئیں؟" محمود چونکا۔

"کیا مطلب؟" انسپکٹر جمشید نے پوچھا۔

"پرسوں ہم پر حملہ بھی تو سیاہ رنگ کی کار سے کیا گیا تھا

اور کل ہم پروفیسر انکل کے گھر سے آ رہے تھے تو پھر سیاہ رنگ کی کار نے تعاقب کیا تھا جسے ہم چکر دینے میں کامیاب ہو گئے۔" فاروق بولا۔

"خدا جانے یکایک یہ کیا چکر شروع ہو گیا ہے۔" بیگم جمشید بڑبڑائیں۔

"اب تو یقین ہوتا جا رہا ہے کہ رابرٹ انڈسٹری کے تہ خانے میں ضرور کوئی کھیل کھیلا جا رہا ہے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"لیکن اس کے باوجود ہم وہاں کی تلاشی نہیں لے سکتے۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"کوئی بات نہیں، اب ہم اس راز سے پردہ اٹھا کر رہیں گے۔" انسپکٹر جمشید نے افسردہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"لیکن اس حالت میں تمہیں صرف آرام کرنا چاہیے۔" خان رحمان بولے۔

"آرام اس زندگی میں کہاں؟" وہ بولے۔

اکرام اس وقت باہر کا چکر لگانے گیا تھا، اندر داخل ہوا تو گہری سوچ میں گم نظر آیا، انسپکٹر جمشید نے فوراً بھانپ لیا کہ کوئی بات ضرور ہے۔

"کیوں اکرام! تم کچھ پریشان دکھائی دے رہے ہو۔"

"سیاہ رنگ کی ایک کار رات سے ہی گھر کے قریب موجود

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

ہے۔" اکرام بولا۔

"اسے چیک کیا گیا؟" انسپکٹر جمشید نے پوچھا۔

"آپ رات بھر زیادہ تر سوئے رہے، اور آپ کی اجازت کے بغیر اسے چیک کرنا مناسب خیال نہیں کیا گیا۔" اکرام نے جواب دیا۔

"اکرام! تم نے غلطی کی... خیر اب اسے چیک کرو، اس کے نمبر نوٹ کرو اور یہ معلوم کرو کہ رات بھر اسے یہاں کیوں کھڑا رکھا گیا ہے۔"

"جی بہت بہتر!" اکرام نے کہا اور باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کا منہ لٹکا ہوا تھا۔

"جونہی ہم اس کی طرف بڑھے، وہ ہوا ہو گئی اور جتنی دیر میں ہم جیپ لے کر اس کے پیچھے جاتے، وہ نظروں سے اوجھل ہو چکی تھی۔"

"افسوس! تم سے زبردست غلطی سرزد ہوئی۔ کیا تم نے رات بھی اس کا نمبر نوٹ نہیں کیا تھا؟"

"جی نہیں.... ہم یہ سمجھے تھے کہ اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔" اکرام نے کہا۔

"خیر کوئی بات نہیں، اب تم ایک کام کرو، معلوم یہ کرنا ہے کہ رابرٹ انڈسٹری کے کسی عہدے دار کے پاس

کوئی سیاہ کار بھی ہے، اگر ہے تو اس کا نمبر کیا ہے اور سڑک پر کھڑی ہونے والی کار کے ٹائروں کے نشانات اگر ابھی تک محفوظ ہوں تو ان کے فوٹو لے لیے جائیں۔"

"جی بہتر!" اکرام نے کہا اور چلا گیا۔

"جمشید! تم کن لائنوں پر سوچ رہے ہو؟" خان رحمان نے پوچھا۔

"میں سوچ رہا ہوں، اگر رابرٹ انڈسٹری والے خلافِ قانون کوئی کام کر رہے ہیں اور وہ محمود، فاروق اور فرزانہ سے اچھی طرح واقف تھے تو یہ ہو سکتا ہے کہ فرزانہ کے تہ خانہ دیکھ لینے کے بعد وہ ہمارے پیچھے لگ جائیں۔ ان حالات میں ہمارا پیچھے ہٹنا ناممکن ہے۔" وہ کہتے چلے گئے۔

"لیکن وہ ایک غیر ملکی فرم ہے، دو ملکوں کے تعلقات آپس میں خراب نہ ہو جائیں۔" خان رحمان نے خدشہ ظاہر کیا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو، اسی خیال کی وجہ سے تو ہمیں تلاشی کے وارنٹ نہیں دیے گئے۔" انہوں نے کہا۔

"لہٰذا تمہیں بھی ان کا خیال دل سے نکال دینا چاہیے۔" انہوں نے کہا۔

"اب یہ نہیں ہو سکتا۔" وہ مسکرائے۔

"تو پھر مجھے بھی ساتھ لے چلنا۔"

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

"نہیں! میں جانتا ہوں، تم کہاں کام آ سکتے، ایسی جگہ پر میں خود تمہیں دعوت دیا کرتا ہوں، تم فکر نہ کرو، ہم ان لوگوں کو دیکھ لیں گے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"اچھا تو میں ایک درخواست کروں گا۔ اور وہ یہ کہ جب تک تمہارا زخم اچھا نہیں ہو جاتا، اس وقت تک اس مہم پر نہ نکلنا۔"

"ٹھیک ہے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

پروفیسر داؤد کو انسپکٹر جمشید کے زخمی ہونے کی اطلاع ملی تو وہ بھی دوڑے آئے اور خوب ناراض ہوئے کہ انہیں کل ہی کیوں نہ اطلاع دی گئی۔ آخر بڑی مشکل سے ان کا غصہ رفع کیا گیا۔ شام کے وقت کہیں جا کر انہیں فرصت نصیب ہوئی اور بات چیت کرنے کا موقع ملا، البتہ اکرام وہیں موجود تھا، یوں بھی اکرام ان کے کسی پروگرام میں خلل نہیں ڈال سکتا تھا۔

"میں آج رات ہی رابرٹ انڈسٹری تک جانا چاہتا ہوں۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"جی آج رات..." محمود چونکا۔

"ہاں! میں انہیں موقع دینا پسند نہیں کروں گا، ایسا نہ ہو، وہ انڈسٹری کے تہ خانے کو شک و شبے سے پاک

کر لیں۔"

"لیکن سر آپ زخمی ہیں۔" اکرام نے گھبرا کر کہا۔

"فکر نہ کرو، ہمیں اپنے زخموں کی بجائے قوم کے زخموں کی پروا کرنی چاہیے۔"

"میرے لیے کیا حکم ہے۔" اکرام نے پوچھا۔

"تم گھر پر رہو گے۔ کانسٹیبل بدستور گھر کی نگرانی کریں گے، ظاہر یہ کرنا ہے کہ ہم گھر میں ہی موجود ہیں۔"

"لیکن آپ کیسے نکلیں گے۔" اکرام نے پوچھا۔

"بس دیکھتے جاؤ، رات ہو لینے دو، پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ ہم کیسے نکلیں گے اور ہاں.... بیگم تم بھی ہوشیار رہنا۔ اگرچہ کانسٹیبل ہر وقت گھر کے دروازے پر، پائیں باغ کی کھڑکی کے نزدیک اور مکان کے پچھلے حصے کی طرف موجود رہیں گے اور اکرام خود اندر رہیں گے، لیکن اس کے باوجود ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے، کیونکہ دشمنوں کے خیال میں ہم مکان کے اندر ہی ہوں گے اور وہ ہم پر حملے کی کوشش کر سکتے ہیں۔"

"آپ فکر نہ کریں، میں رات بھر پلک تک نہیں جھپکوں گی۔" بیگم جمشید بولیں۔

"ارے ارے.... امی جان ایسا غضب بھی نہ کیجیے گا۔" فاروق نے گھبرا کر کہا۔

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

"کیا غضب، کیا مطلب، میں کب غضب کرنے جا رہی ہوں، کیا کبھی تم نے مجھے غضب کرتے دیکھا ہے آج تک؟" بیگم جمشید اسی کے انداز میں کہہ گئیں اور وہ سب بے ساختہ ہنس پڑے۔

"جی! میرا مطلب تھا، کم از کم پلکیں ضرور جھپکتے رہیے گا، ورنہ آپ کی آنکھیں تھک جائیں گی، ان میں درد محسوس ہونے لگے گا۔" فاروق شرما کر بولا۔

"بھئی میں نے تو محاورہ استعمال کیا تھا جیسے تم بات بات میں محاورے شامل کر جاتے ہو، اور پلک تک نہ جھپکنا کا مطلب ہے، بالکل نہ سونا۔" بیگم جمشید مسکرائیں۔

"خدا کا شکر ہے کہ آپ نے محاورہ استعمال کیا تھا، ورنہ میں تو ڈر ہی گیا تھا۔"

"فاروق..... اس وقت صرف کام کی بات کرو، ہمیں ابھی تیاری بھی کرنا ہے۔"

"جی بہت بہتر..... اس وقت تو میرے پاس کرنے کے لیے کوئی کام کی بات ہے نہیں، جب ہو گی کر لوں گا، آپ تیاری کیجیے۔" اس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ محمود اور فرزانہ کے منہ بن گئے۔

اکرام ایک بار پھر باہر کا چکر لگانے چلا گیا اور وہ تیاری

کرنے لگے۔ محمود، فاروق اور فرزانہ کو فکر صرف یہ تھا کہ رابرٹ انڈسٹری کے اندر داخل کیسے ہو سکیں گے، لیکن انسپکٹر جمشید کو تو جیسے کسی بات کی فکر ہی نہیں تھی، حالانکہ سر کی چوٹ انہیں آرام کرنے پر اکسا رہی تھی، زخم میں ٹیسیں اٹھ رہی تھیں، لیکن وہ آج ہر حال میں رابرٹ انڈسٹری کا راز معلوم کرنے کی ٹھان چکے تھے۔

رات کے ٹھیک گیارہ بجے انہوں نے اپنی مہم کا آغاز کیا۔ ان کی ہدایت کے مطابق اکرام نے جیپ پائیں باغ کے دروازے کے ساتھ لگا دی تھی۔ گیارہ بجے مکان کے بیرونی بلب بجھا دیے گئے۔ پھر وہ چاروں پائیں باغ کی کھڑکی سے باہر نکلے اور زمین پر رینگتے ہوئے جیپ کے پچھلے حصے میں سوار ہو گئے۔ گیارہ بج کر پانچ منٹ پر اکرام اندر سے دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ اس نے زور دار آواز سے دروازہ بند کیا، جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا جیپ کی اندرونی اور بیرونی بتیاں جلائیں اور اسے سڑک پر لے آیا۔ انسپکٹر جمشید، محمود، فاروق اور فرزانہ جیپ میں نظر نہیں آ رہے تھے، وہ تو اس کے بچوں کے نیچے لیٹے ہوئے تھے۔

اکرام نے ایک چکر آہستہ رفتار سے لگایا، اس نے محسوس کیا کہ گھر کی نگرانی ہو رہی ہے، جیپ کو بھی بغور دیکھا جا رہا

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

ہے، ایک جگہ اسے سیاہ رنگ کی ایک کار کھڑی دی تھی اور یہ خطرے کا الارم تھی، وہ اس کے پاس سے بھی گزرتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے دیکھا کہ سیاہ کار جیپ کا تعاقب کر رہی ہے۔ اس نے سرگوشی میں کہا،

"تعاقب شروع ہو گیا ہے؟"

"ٹھیک ہے، تمہیں جس طرح کہا ہے، اسی طرح کرو۔" نیچے سے انسپکٹر جمشید بولے۔

اکرام جیپ کو چکر دے کر واپس ان کی گلی کے موڑ تک لے آیا اور خود اس میں سے اتر کر گلی میں داخل ہو گیا۔ پھر اس نے گھر کے دروازے پر دستک دی، بیگم جمشید تیار تھیں، انہوں نے اوٹ میں رہ کر دروازہ کھول دیا۔ اکرام اندر داخل ہو گیا۔ صرف چند منٹ بعد وہ پھر باہر نکلا، گلی کے موڑ پر آیا اور جیپ میں بیٹھ کر ایک سمت میں روانہ ہو گیا، کچھ دور جا کر اس نے پیچھے کا جائزہ لیا۔ سڑک سنسان پڑی تھی، جیپ کا اس مرتبہ تعاقب نہیں کیا گیا تھا، یہ اطمینان کر لینے کے بعد اس نے جیپ پوری رفتار پر چھوڑ دی اور خان رحمان کے گھر کے دروازے پر پہنچا، یہاں ان کی کار تیار کھڑی تھی اور انسپکٹر جمشید کی ہدایت کے مطابق نہ وہ خود وہاں موجود تھے نہ فلپور یا کوئی اور، وہ جیپ میں سے نکلے

اور کار میں سوار ہو گئے۔

"اچھا اکرام! خدا حافظ... اب تم گھر جاؤ گے اور جیپ دروازے پر کھڑی کر کے تمام وقت اندر گزارو گے، دروازہ بند رکھنا۔"

"ٹھیک ہے سر! ایسا ہی ہو گا۔" اس نے کہا پھر فوراً ہی بولا: "اپنا خیال رکھیے گا سر!"

اس کی آواز جذبات کی وجہ سے کپکپا اٹھی، انسپکٹر جمشید نے یہ کہتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔

"اللہ مالک ہے۔"

کارخانے کا راستہ انہیں معلوم تھا۔ انسپکٹر جمشید نے کار پوری رفتار پر چھوڑ دی۔

"کیا آپ کوئی پروگرام سوچ چکے ہیں؟" محمود نے پوچھا۔

"نہیں! حالات کے مطابق کام کریں گے، کیونکہ ہمیں کارخانے کے اندرونی راستوں کا علم نہیں، یہ بھی معلوم نہیں کہ نیچے تہ خانے میں ہو کیا رہا ہے۔" انہوں نے جواب دیا۔

"ابا جان! میرا ایک مشورہ ہے۔" فرزانہ نے کچھ سوچ کر کہا۔

"ضرور کہو۔" وہ بولے۔

"کارخانے کے اندر ہم تینوں جائیں گے، آپ باہر رہیں۔" اس نے کہا۔

www.facebook.com/ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

"تم نے یہ تجویز کیوں پیش کی؟" انہوں نے چونک کر پوچھا۔

"آپ زخمی ہیں، ڈاکٹر انصاری آپ کو چند روز تک مکمل آرام کرنے کا مشورہ دے چکے ہیں، ایسا نہ ہو کہ اندر کوئی خطرناک صورت پیش آجائے اور آپ کا زخم کھل جائے۔" اس نے تجویز پیش کی۔

"لیکن میں باہر رہ کر کیا کروں گا؟" انہوں نے حیران ہو کر کہا۔

"باہر سے کسی کو اندر نہ داخل ہونے دیجیے گا، اندر کا معاملہ ہم خود سنبھال لیں گے، ہمیں اتنا ہی کرنا ہے نا کہ مسٹر رابرٹ کے کمرے میں داخل ہو کر اس تہ خانے کا راستہ معلوم کریں، اس میں اتر جائیں اور یہ معلوم کر لیں کہ اندر کیا ہو رہا ہے، اس سارے کام کو اطمینان سے کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ باہر سے کوئی دخل نہ دے۔"

"بات تو تمہاری معقول ہے، لیکن تم تینوں میں سے کوئی ایک باہر کیوں نہیں رک جاتا۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"ہم آپ کو اس حالت میں کوئی خطرہ مول لیتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے۔" محمود بولا۔

"چلو آج تمہاری ہی تجویز پر عمل کر لیتے ہیں، آخر انہوں نے فیصلہ دیا۔

تھوڑی دیر بعد انہیں رابرٹ انڈسٹری کی طویل و عریض

عمارت دکھائی دینے لگی۔ انسپکٹر جمشید نے اسے دیکھ کر بھی رفتار کم نہیں کی۔

"ابا جان! کیا آپ کا رکنے کا پروگرام نہیں؟"

"ہاں! رکیں گے، لیکن دروازے سے آگے جا کر۔" انہوں نے کہا۔

وہ رابرٹ انڈسٹری کے گیٹ سے کئی فرلانگ آگے نکل گئے اور پھر کار کو سڑک سے اتار کر درختوں کے درمیان میں کھڑا کر دیا، یہاں سے وہ ضرورت کے وقت فوری طور پر کار سڑک پر لا سکتے تھے۔ اس کے بعد درختوں کی اوٹ لے کر واپس پلٹے۔ گیٹ پر انہیں رائفلیں لیے چار چوکیدار ٹہلتے نظر آئے۔

"گیٹ کی طرف سے تو ہم اندر داخل ہو نہیں سکیں گے۔" فاروق بڑبڑایا۔

"ہوں! آؤ پچھلی طرف چل کر دیکھیں۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

عمارت کے پچھلی طرف کی دیوار بہت اونچی تھی اور دیوار کے اوپر خار دار تاروں کی باڑھ بھی لگی تھی، انہوں نے ٹارچ کی روشنی ادھر سے ادھر تک ڈالی، لیکن اندر داخل ہونے کا کوئی راستہ نظر نہ آیا۔

"یار فاروق! یہ مسئلہ کیسے حل ہو؟" انسپکٹر جمشید نے مسکرا

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

کر کہا۔

"مجھے اجازت دیں، ابھی ہوا میں چھلانگ لگاؤں گا اور اندر کود جاؤں گا" فاروق نے کہا۔

"بھئی مجھ سے تو مذاق نہ کرو" انسپکٹر جمشید دبی آواز میں ہنسے۔

"جی! میں اور آپ سے مذاق کروں گا، یہ کیسے ہو سکتا ہے ابا جان" فاروق نے شرمیلے لہجے میں کہا۔

"اگر یہ بات تم نے مذاق میں نہیں کہی تو پھر لگاؤ چھلانگ اور پہنچ جاؤ اندر" انسپکٹر جمشید بولے۔

"جی بہت بہتر!" فاروق نے شریر انداز میں کہا اور اونچی چھلانگ لگائی، لیکن صرف چار پانچ فٹ اونچائی تک جا سکا۔

"یہ کیا بات ہوئی" محمود نے جھلا کر کہا۔

"میں نے حکم کی تعمیل کی ہے، اب میں اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہو سکا تو اس میں میرا کیا قصور"

"دیکھو بھئی! اس وقت ہمارے پاس وقت بہت کم ہے... اس لیے کوئی کام کی بات سوچو"

"تو پھر ڈالیے باڑھ کے اوپر آنکڑے والی رسی، میں ابھی چڑھ جاتا ہوں" فاروق بولا۔

"لیکن تم خار دار تاروں کا کیا کرو گے" فرزانہ بولی۔

"ہاں! یہ تو ہے.... میں اتنے کانٹے کیسے برداشت کر سکتا ہوں"

انسپکٹر جمشید اپنے ساتھ ایک بیگ لائے تھے۔ انہوں نے بیگ میں سے رسی نکالی، اس میں آنکڑہ پھنسا ہوا تھا۔ انہوں نے اسے تاک کر اچھالا اور وہ تاروں میں پلٹتا چلا گیا۔ کھینچ کر اس کی مضبوطی کا اندازہ لگایا گیا۔ آنکڑہ پہلے تو ذرا سا سرکا اور پھر کسی جگہ مضبوطی سے جم گیا۔ اس کے بعد انسپکٹر جمشید نے تھیلے میں سے موٹے ربڑ کی ایک شیٹ نکالی اور فاروق کو دیتے ہوئے بولے۔

"اس شیٹ کو جب تم تاروں پر ڈال لو گے تو ایک کانٹا بھی تمہارے جسم میں داخل ہونے کی جرأت نہیں کر سکے گا۔ رہا یہ سوال کہ یہ تم اوپر کس طرح لے کر جاؤ گے تو میں نے اس کا انتظام بھی پہلے ہی کر لیا ہے۔ اس شیٹ سے ایک رسی بندھی ہوئی ہے، اس رسی کا ایک سرا ہم تمہارے بازو سے باندھ دیتے ہیں، اوپر جا کر کھینچ لینا"

"بہت خوب! میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ اگر آپ حکم دیں تو میں ہوا میں چھلانگ لگاؤں اور کارخانے کے اندر پہنچ جاؤں۔ لیجیے میں چلا" فاروق نے شریر لہجے میں کہا۔

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

اس کا سرا اس کے بائیں بازو سے باندھ دیا گیا اور وہ چڑھنے لگا۔ اونچائی کافی تھی، اس لیے فاروق کو اوپر پہنچنے میں کافی دیر لگی۔ اوپر پہنچا تو بڑی طرح ہانپ رہا تھا۔

"چلو بھئی آ جاؤ تم بھی۔" اس نے محمود سے کہا۔

محمود نے بھی رسی سنبھالی اور اوپر چڑھنے لگا۔ وہ اس کام میں فاروق جتنا ماہر تو نہیں تھا، تاہم اتنا اناڑی بھی نہیں تھا، اس نے فاروق کی نسبت چند منٹ زیادہ لگائے اور جب اوپر پہنچا تو اس کا سانس بھی پھول گیا تھا۔ اب فرزانہ کی باری آئی۔ وہ رسی کے ذریعے اوپر چڑھنے سے بہت گھبراتی تھی، لیکن آج اسے بھی چڑھنا ہی پڑا، کیونکہ فاروق نیچے اتر کر پھاٹک نہیں کھول سکتا تھا۔

اوپر پہنچتے پہنچتے اس کی ہمت جواب دے گئی۔ ابھی تاروں کی باڑھ سے چند انچ نیچے تھی کہ اس کے منہ سے نکلا:

"مجھے پکڑو.... میں نیچے چلی۔"

فاروق جھکا کر نیچے جھکا اور فرزانہ کا بازو تھام لیا۔ اگلے عالم میں چند سیکنڈ تک دونوں رک کر سانس لیتے رہے۔ پھر فاروق نے اسے اوپر کھینچ لیا۔ اب خار دار تاروں کی باڑھ پر چڑھ کر دوسری طرف اترنا تھا، لیکن تاروں کی چھاؤں میں یہ دیکھ کر ان کی سٹی گم ہو گئی کہ دوسری طرف چھت

نہیں تھی، گویا انہیں اس طرف بھی رسی کے ذریعے ہی نیچے اترنا تھا۔

"ابا جان! اس طرف چھت نہیں ہے، ہم رسی کے ذریعے نیچے اتریں گے۔"

"اوہ!" ان کے منہ سے نکلا۔

"آپ فکر نہ کریں، ہم اتر جائیں گے۔" محمود بولا۔

"وہ تو ٹھیک ہے، لیکن اگر کوئی خطرہ پیش آ گیا تو تمہیں واپس باہر آنے میں دقت پیش آئے گی، دوسرے یہ کہ میں تمہاری مدد کے لیے اندر نہیں پہنچ سکوں گا۔" انہوں نے کہا۔

"اب کیا کیا جا سکتا ہے، اس کے سوا کوئی چارہ بھی تو نہیں۔"

"خیر! دیکھا جائے گا۔ اگر تم خطرہ محسوس کرو تو اُلو کی آواز منہ سے نکالنا، مجھ سے جو ہو سکا کر گزروں گا۔"

"جی بہت بہتر۔"

یہ کہہ کر فاروق نے رسی کھینچنی شروع کی اور پھر اسے دوسری طرف لٹکا دیا۔ سب سے پہلے وہ تاروں کی باڑھ پر چڑھا اور اس وقت انہیں معلوم ہوا کہ اگر ان کے والد ربڑ کی شیٹ نہ لائے ہوتے تو اندر پہنچنا تقریباً ناممکن تھا۔ شیٹ کی وجہ سے یہ کام کچھ مشکل ثابت نہ ہوا۔ پھر فاروق رسی پکڑ

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

کر نیچے پھسلتا چلا گیا۔ چڑھنے کی نسبت اُترنا آسان ہوتا ہے، لیکن ابھی انہیں واپسی پر پھر چڑھنا تھا۔ پانچ منٹ بعد تینوں نیچے کھڑے گہرے گہرے سانس لے رہے تھے۔ اندر گھپ اندھیرا تھا۔

سانس درست ہونے کے بعد محمود نے جیب میں سے پنسل ٹارچ نکالی اور تینوں اس کی روشنی میں دیوار کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے لگے۔ سب سے پہلے وہ پھاٹک تک پہنچنا چاہتے تھے، کیونکہ پھاٹک سے ان کے لیے مسٹر رابرٹ کے کمرے تک پہنچنا آسان تھا۔ راستے میں بکھری ہوئی چیزوں سے بچتے بچاتے آخر کار وہ پھاٹک تک پہنچ ہی گئے۔ یہاں سے انہوں نے وہ راستہ اختیار کیا جس راستے سے رابرٹ کے تینوں مشیر انہیں لے کر رابرٹ کے کمرے تک پہنچے تھے۔ انہیں راستہ بخوبی معلوم تھا۔ کارخانے کی ہر چیز تاریکی میں ڈوبی اور گہری نیند میں غرق معلوم ہو رہی تھی۔

اور جب وہ رابرٹ کے کمرے کے دروازے پر پہنچے تو ایک اور مشکل ان کے استقبال کے لیے تیار تھی۔ کمرے کا دروازہ بند تھا اور تالا دروازے میں ہی فٹ تھا۔

خونخوار کتا

"اور یہاں سے تالا توڑنے کے ماہر چور کا کام شروع ہوتا ہے۔" فاروق مسکرایا۔

"کیا خیال ہے، بتی جلا لیں؟" محمود نے جیسے اس کی بات سنی ہی نہیں۔

"ہاں بتی جلانے میں کوئی حرج نہیں، پھاٹک سے یہ جگہ کافی فاصلے پر ہے۔" فرزانہ بولی۔

"تو ٹھیک ہے، تالا توڑنے کے لیے لائٹ کا جلانا ضروری ہے۔" یہ کہہ کر محمود نے ٹارچ کی روشنی میں سوئچ تلاش کیا اور برآمدہ جگ مگ کر اُٹھا۔

محمود نے جیب سے مڑا تڑا ایک تار نکالا اور تالے پر جھک گیا۔ فاروق اور فرزانہ اس کی کوشش کو دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ دیکھ رہے تھے۔ ان کی کامیابی کا انحصار دروازہ نہ کھلتا تو وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے۔

دو تین مرتبہ کڑک کڑک کی آواز اُبھری، لیکن تالا نہ کھلا۔

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

فاروق اور فرزانہ کی بے تابی میں ہر لمحے اضافہ ہو رہا تھا۔

"معلوم ہوتا ہے، آج محمود کامیاب نہیں ہو سکے گا۔" فاروق کے منہ سے نکلا۔

"پھر کیا ہو گا؟" فرزانہ بولی۔

"وہی جو خدا کو منظور ہو گا۔" فاروق نے کہا۔

"کیوں نہ ہم بھی کوشش کر کے دیکھ لیں؟" فرزانہ بولی۔

"جب تک محمود اپنی ناکامی کا اعلان نہ کر دے گا، ہم کیسے کوشش کر سکتے ہیں؟" فاروق نے کہا۔

"اور اگر اس کی طرف سے ساری رات اعلان نہ ہوا۔" فرزانہ بولی۔

"تو ہم صبر شکر کرتے ہوئے واپس روانہ ہو جائیں گے۔"

اسی وقت کلک کی آواز سنائی دی... اور محمود کی آواز ان کے کانوں سے ٹکرائی۔

"میری طرف سے ناکامی کے اعلان کی امید نہ رکھو۔"

"وہ مارا۔" فاروق چلایا۔

"فاروق اپنی آواز بلند نہ ہونے دو۔" فرزانہ بول اٹھی۔

"یہاں ہماری آواز کون سنے گا۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"تم نے سنا نہیں، دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔" فرزانہ نے کہا۔

"اب یہیں کھڑے رہو گے یا اندر بھی چلو گے۔" محمود جھلا اٹھا۔ اس دوران وہ دروازہ کھول چکا تھا۔

تینوں اندر داخل ہوئے۔ اب ان کے سامنے مسٹر رابرٹ کی میز تھی۔ وہ میز کی طرف لپکے اور بے تابی کے عالم میں اس کا جائزہ لینے لگے۔ صرف دو منٹ میں انہوں نے پوری میز ٹٹول ڈالی۔ لیکن کہیں کوئی بٹن وغیرہ نظر نہ آیا۔ گھبراہٹ اور بے تابی کے عالم میں انہوں نے جلدی جلدی پورے کمرے کو ٹٹول ڈالا، لیکن تہ خانے کے کھولنے کا کوئی ذریعہ نظر نہ آیا۔ اب تو ان کی مایوسی کی کوئی حد نہ رہی۔

"فرزانہ! کہیں تم نے واقعی کوئی خواب تو نہیں دیکھا تھا۔" محمود نے گھبرا کر کہا۔

"میں کہہ چکی ہوں، دن میں خواب نہیں دیکھا کرتی اور وہ بھی جاگتے ہوئے۔" اس نے منہ بنایا۔

"تو پھر بتاؤ، وہ دروازہ کہاں ہے جو تم نے دیکھا تھا اور جس میں سے بقول تمہارے ایک زینہ بھی نیچے جا رہا تھا۔" فاروق بولا۔

"وہ دروازہ اس کمرے میں کھلتا ہے، کیسے کھلتا ہے، یہ ہمیں معلوم کرنا ہے۔" فرزانہ نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

"باتوں میں وقت ضائع کرنے کی بجائے کوشش کرو... ناکامی کی صورت میں ہم یہ کبھی نہ جان سکیں گے کہ اس تہ خانے میں کیا ہو رہا ہے۔" محمود نے پریشان ہو کر کہا۔

ایک بار پھر تینوں جٹ گئے۔ انہوں نے فرش پر بچھا قالین الٹ کر بھی دیکھا، کمرے میں لگی کھونٹیوں کو بھی ہلا جلا کر دیکھا، لیکن کچھ نہ بنا۔ فرزانہ تھک کر آتش دان پر کہنی ٹکا کر کھڑی ہو گئی۔ اس کی نظریں رابرٹ کی بڑی سی تصویر پر جم گئیں۔

اچانک اس نے بے خیالی میں تصویر کو ہاتھ لگایا اور پھر زور سے چونکی، تصویر کسی دروازے کی طرح اپنی جگہ سے ہٹتی چلی گئی۔ اس کے پیچھے اسے ایک لٹو سا لگا نظر آیا۔ اب جو اس نے لٹو گھمایا، تو ہلکی سی آواز کے ساتھ دائیں طرف کی دیوار میں دروازہ نمودار ہو گیا۔

"لو.... دیکھ لو۔ یہ رہا دروازہ۔" فرزانہ چلائی۔

"اب تم نے کیوں چلا کر بات کی؟" فاروق کو اس کی بات یاد آ گئی۔

"جوش کی حالت میں میں اپنی آواز پر کنٹرول نہ رکھ سکی۔ مجھے افسوس ہے۔" فرزانہ بولی۔

"اُف خدایا! تو فرزانہ نے خواب نہیں دیکھا تھا۔" محمود

کے منہ سے نکلا۔

"تو کیا اس سے پہلے تم یہی سمجھتے رہے؟" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"ہاں! کیوں کہ تینوں مشیروں کو بھی تہ خانے کے ذکر پر حیرت ہوئی تھی، جب کہ وہ صبح سے شام تک کئی سال سے یہیں رہتے ہیں، آخر انہیں کیوں ایسا اتفاق نہیں ہوا؟" محمود نے کہا۔

"میں نے سرخ بلب کے جلنے پر مسٹر رابرٹ کے چہرے کی بدلتی ہوئی کیفیت دیکھ لی تھی اور باہر جانے کے بعد اچانک پلٹ پڑی تھی۔" فرزانہ نے جواب دیا۔

"خیر چھوڑو.... آؤ نیچے چلیں۔" محمود نے کہا۔

"سچ بات تو یہ ہے کہ نیچے جاتے ہوئے مجھے ڈر لگ رہا ہے۔" فاروق نے کہا۔

"تو تم یہاں بیٹھ کر ڈرتے رہو، ہم نیچے ہو آتے ہیں۔" فرزانہ نے جل کر کہا۔

"ٹھیک ہے، میں بھی یہی چاہتا ہوں۔" فاروق مسکرایا۔

"کیا مطلب؟" وہ دونوں چونکے۔

"میں چاہتا ہوں، یہیں ٹھہر کر تم دونوں کا انتظار کروں۔"

"بزدل نہ بنو۔" محمود نے جھلا کر کہا۔

"بہت اچھا، اب میں بہادر بنوں گا اور تم سے بھی آگے

www.facebook.com/ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

چلوں گا۔"

یہ کہہ کر وہ دروازے میں داخل ہو گیا، اس کے پیچھے وہ دونوں بھی اندر داخل ہو کر سیڑھیاں اُترنے لگے، جونہی انہوں نے آخری سیڑھی پر قدم رکھا، دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ اور اندر ایک بلب جل اٹھا۔ بلب کی روشنی میں انہیں جو کچھ نظر آیا، وہ ان کے ہوش اڑا دینے کے لیے کافی تھا۔

○

انسپکٹر جمشید اس جگہ سے ٹہلتے ہوئے پھاٹک کی طرف چل پڑے۔ اب انہیں محمود، فاروق اور فرزانہ کی واپسی تک ٹہلنے کے سوا کام بھی تو کوئی نہیں تھا۔ اچانک انہوں نے کسی کتے کی غراہٹ سنی، انہیں یوں محسوس ہوا جیسے کتا ان کے قریب ہی کہیں موجود ہو۔ انہوں نے اپنے رونگٹے کھڑے ہوتے محسوس کیے، کیونکہ اندھیرے میں کسی کتے کا ان پر چھلانگ لگانا انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا تھا، وہ بھی اس صورت میں جب کہ پہلے ہی زخمی تھے انہوں نے بجلی کی سی سرعت سے جیب سے ٹارچ نکالی اور چشم زدن میں چاروں طرف اس کی لائٹ ماری۔ شعلوں کی طرح چمکتی دو آنکھیں انہیں تیر کی طرح اپنی طرف آتی نظر آئیں۔ اگر وہ ٹارچ ایک

لمحے کی دیر سے نکالتے تو کتا ان پر آ چکا تھا۔ انہوں نے تیزی سے چھلانگ لگائی اور کتا ان کے بالکل نزدیک سے نکلتا چلا گیا، لیکن فوراً ہی وہ واپس مڑا اور اس مرتبہ آہستہ آہستہ ان کی طرف قدم اٹھانے لگا۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ وہ اس دوران ایک بار بھی نہیں بھونکا تھا، ٹارچ کی روشنی میں وہ دیکھ چکے تھے کہ انتہائی خوفناک کتا تھا، اس کا چہرہ کسی شیر سے کم بڑا نہیں تھا اور لمبے نوکیلے دانت باہر کو نکلے ہوئے تھے۔

اس بار اس کے تیور ایسے تھے جیسے کوئی شخص سوچ سمجھ کر اپنے چالاک دشمن کی طرف بڑھتا ہو۔ انسپکٹر جمشید محتاط ہو گئے، وہ چاہتے تو جیب سے پستول نکال کر اس پر فائر کر سکتے تھے، لیکن اس طرح فائر کی آواز الجھنیں پیدا کر سکتی تھی۔ انہوں نے سوچا، اگر میں زیادہ اچھلا کودا تو زخم کے رسنے کا خطرہ ہے اور کتا اس بار اس انداز میں آگے بڑھ رہا ہے کہ اچھلے کودے بغیر کام نہیں چلے گا، اس خیال کا آنا تھا کہ ان کا ہاتھ خود بخود تھیلے میں رینگ گیا، ہاتھ باہر نکلا تو اس میں ایک چوڑے پھل والا شکاری چاقو تھا، انہوں نے چاقو کو نوک کی طرف سے پکڑ لیا، کتا اب نزدیک آ گیا تھا، انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، کچھ

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

سے چاقو کھینچ مارا، چاقو تیر کی طرح گیا اور کتے کی گردن میں پیوست ہو گیا۔ اس کے حلق سے ایک لرزہ خیز چیخ بلند ہوئی اور وہ گر کر تڑپنے لگا۔

انسپکٹر جمشید تیزی سے واپس مڑے اور اس جگہ کی طرف جھپٹے جس جگہ سے محمود، فاروق اور فرزانہ اوپر چڑھے تھے، لیکن اسی وقت پورا کارخانہ ایک خوف ناک آواز سے گونج اٹھا۔

کالا آدمی

انہوں نے دیکھا، وہ ایک لکڑی کے بہت بڑے تختے پر کھڑے تھے۔ اس تختے میں انہیں ایک جگہ ایک بڑے کنوئیں کے قطر کے برابر سوراخ نظر آیا۔ اس سوراخ کے اوپر لوہے کا ایک جنگلا لگا ہوا تھا اور اس جنگلے سے ایک لوہے کی سیڑھی نیچے جا رہی تھی۔

"یا اللہ رحم! یہ تو تہ خانہ در تہ خانہ معلوم ہوتا ہے۔" فرزانہ کے منہ سے نکلا۔

"سنو! میری ایک تجویز ہے۔۔۔ نیچے جانا خطرے سے خالی نہیں، جو بات ہم معلوم کرنا چاہتے تھے، کر چکے اب ہمیں واپس چلنا چاہیے اور ابا جان کو ساری بات بتا دینی چاہیے۔ تو کوئی بہت ہی خوفناک منصوبہ ہے۔" محمود نے ان سے کہا۔

"لیکن ابھی ہم یہ کہاں معلوم کر سکے ہیں کہ یہاں کیا ہو رہا ہے؟" فرزانہ بولی۔

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

"کہیں یہ معلوم کرتے کرتے کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو جائیں۔" محمود بولا۔

"فاروق تم کیا کہتے ہو؟" فرزانہ نے اس سے مشورہ مانگا۔

"میں اس موقعے پر کچھ نہیں کہنا پسند کروں گا، جو تم کہو گے، کر دوں گا۔" فاروق نے کہا۔

"تو پھر میں تو مزید نیچے جاؤں گی۔" فرزانہ بولی۔

"سوچ لو، کہیں لینے کے دینے نہ پڑ جائیں، ابھی وقت ہے اور ہم ابا جان تک آسانی سے پہنچ سکتے ہیں۔"

"لینے کے دینے پڑیں یا دینے کے لینے، اب پیچھے نہیں ہٹا جا سکتا۔" فرزانہ نے اٹل لہجے میں کہا۔

"تو پھر چلو.... دیکھا جائے گا۔"

وہ لوہے کے جنگلے کی طرف بڑھے ہی تھے کہ ایک آہٹ ہوئی۔ ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ "بھلا یہاں اس وقت آہٹ کا کیا کام.... کارخانے میں تو اس وقت کوئی بھی نہیں تھا، بیرونی پھاٹک بند تھا اور اندر ان کے سوا کوئی نہیں تھا، پھر اس آہٹ کا کیا مطلب تھا۔ انہیں اپنے سانس سینے میں اٹکتے محسوس ہوئے۔ اب انہیں صاف طور پر محسوس ہوا کہ وہ کسی کے قدموں کی آہٹ تھی۔ کوئی اس لکڑی کے تختے پر چل رہا تھا، انہوں نے تیزی سے چاروں

طرف دیکھا، لیکن کوئی بھی آتا نظر نہ آیا۔ ان کے رنگ فق ہو گئے۔ چاروں طرف چھپنے کی کوئی جگہ بھی نہیں تھی۔

"شاید! لکڑی کے تختے کے آخری سرے تک ہماری نظر نہیں جا رہی ہے۔ آنے والا ابھی دور ہے، کیوں نہ اس سے چھپنے کے لیے ہم نیچے اتر جائیں۔" محمود نے گھبرا کر کہا۔

"ترکیب تو اچھی ہے، اس وقت اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔" فرزانہ بولی۔

"چارہ تو خیر ہے، ہم اوپر بھی تو چڑھ سکتے ہیں۔" فاروق نے کہا۔

"ہو سکتا ہے، آنے والا اوپر سے ہی آ رہا ہو۔" محمود بولا۔

"ہاں! اس کا امکان تو ہے، آؤ نیچے ہی چلیں، اب اوکھلی میں سر دیا تو موسلوں کا کیا ڈر کیا؟"

تینوں نے جلدی جلدی جنگلے کی طرف قدم بڑھائے اور سب سے پہلے محمود نے سیڑھی پر قدم رکھا، لیکن عین اسی وقت قدموں کی آواز ان کے بالکل قریب گونجی، انہیں یوں لگا جیسے کوئی ان کے عین پیروں کے نیچے چل رہا ہو۔ اب تو انہیں اپنے پیروں تلے سے زمین نکلتی محسوس ہوئی۔ ان کے اوپر کے سانس اوپر اور نیچے کے نیچے رہ گئے۔

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

"یہ تہ خانہ ہے یا بھوت خانہ؟" فاروق نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے نچلے حصّے میں کوئی چل رہا ہے۔" محمود بولا۔ "اب تو میرا خیال ہے، ہمیں واپس ہی چلنا چاہیے۔"

"ہرگز نہیں! ہم اپنا مشن مکمل کر کے ہی جائیں گے۔" فرزانہ نے انکار میں سر ہلایا۔

"تو پھر کم از کم نیچے ہی چلو۔" فاروق جھلا اٹھا۔

"نیچے تو ہم جا رہے تھے، اس آہٹ نے ہی روک لیا تھا۔"

"معلوم ہوتا ہے، ہمیں دیکھ لیا گیا ہے اور ہمارے خلاف چکر چلایا جا رہا ہے۔" محمود نے کہا۔

"سنو! ابّا جان باہر موجود ہیں، اگر ہم پھنس بھی گئے تو کیا تمہارے خیال میں کوئی انہیں اندر آنے سے روک سکے گا، ہرگز نہیں، اس صورت میں وہ اپنا خصوصی اجازت نامہ ضرور استعمال کریں گے اور رابرٹ کے کمرے تک پہنچ جائیں گے، اس کے بعد تہ خانے کا راستہ تلاش کر لینا ان کے لیے مشکل نہیں ہو گا۔ پھر ہمارے لیے فکر مند ہونے والی کیا بات ہے۔" فرزانہ کہتی چلی گئی۔

"تم دونوں یونہی باتیں بناتے رہو گے اور کرو گے کچھ

بھی نہیں۔" فاروق نے تلملا کر کہا اور جنگلے پر چڑھ کر سیڑھیاں اترنے لگا۔۔۔۔ اوپر والی سیڑھی سے نچلی سیڑھی پر نظر پڑتے ہی اس کا منہ حیرت سے کھل گیا۔۔۔۔ گہرائی اس کے وہم و گمان سے کہیں زیادہ تھی۔ پہلی نظر میں وہ اسے ایک انتہائی گہرا کنواں معلوم ہوا، لیکن پھر غور سے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ وہ کنواں نہیں، زینے کے لیے بنایا گیا ایک سوراخ تھا۔

"یا خدا! یہ اتنی گہرائی میں کیا ہو رہا ہے۔" اس کے منہ سے نکلا، پھر اسے خیال آیا، محمود اور فرزانہ اب تک سیڑھی پر نہیں آئے، حالانکہ انہیں تو اس کے پیچھے ہی آ جانا چاہیے تھا۔ اس نے چونک کر اوپر دیکھا اور پھر ان دونوں کو سیڑھی یا جنگلے پر نہ پا کر الٹے قدموں اوپر چڑھنے لگا۔

اس نے دیکھا۔ لکڑی کے تختے پر بالکل سیاہ رنگ کا ایک آدمی ننگا کھڑا تھا، محمود اور فرزانہ خوف کے عالم میں ساکت کھڑے اسے پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔

○

انہوں نے اس سے پہلے بے شمار افریقی لوگوں کو دیکھا تھا۔ ان کا رنگ بھی کالا ہوتا ہے، لیکن یہ آدمی تو افریقی بھی نہیں تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کے پورے جسم پر سیاہی

www.facebook.com/ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

مل دی گئی ہو، افریقیوں کے کم از کم ہونٹ تو سرخ ضرور ہوتے ہیں، لیکن اس کے تو ہونٹ بھی بالکل سیاہ تھے، یہاں تک کہ جب وہ بولا تو انہوں نے دیکھا، اس کے دانت بھی کالے رنگ کے ہی تھے۔

فاروق جو نیچے سے اوپر آیا تھا، اسے دیکھ کر ٹھٹک گیا اس کے منہ سے نکلا۔

"اُف خدا! میں نے اپنی زندگی میں اتنا کالا آدمی کبھی نہیں دیکھا۔"

وہ اس کی آواز سن کر چونک اٹھے۔ مڑ کر اسے دیکھا اور انہیں یوں لگا جیسے گہری نیند سے بیدار ہوئے ہوں۔

"تو اسی لیے یہ ہمیں نظر نہیں آیا تھا، اس کے پاؤں کی آہٹ ضرور سنائی دے رہی تھی مگر نیم تاریکی میں ہم اسے دیکھ نہ سکے۔" محمود کے منہ سے نکلا۔

"چلو اب تو دیکھ لیا، لیکن شاید یہ گونگا ہے۔" فرزانہ بول اٹھی۔

"میں گونگا نہیں، غلام ہوں، مسٹر رابرٹ کا غلام، وہ میرے آقا ہیں۔" اس کی گونج دار آواز نے ان کے اوسان اڑا دیے آج تک انہوں نے کسی انسان کی ایسی آواز نہیں سنی تھی۔

"گک.... کیا آپ نے اپنے گلے میں لاؤڈ سپیکر فٹ کرا رکھے ہیں؟"

"میں افریقہ سے بھی بہت آگے ایک تاریک دنیا کا رہنے والا ہوں، وہاں درخت اتنے گھنے ہیں کہ سورج کی کوئی کرن ان میں سے چھن کر نیچے نہیں پہنچتی، وہاں سب مجھ جیسے ہوتے ہیں۔"

"لیکن آپ مسٹر رابرٹ کے غلام کیوں کر ہیں؟"

"انہوں نے مجھے میرے ماں باپ سے خریدا تھا، میرے ماں باپ فاقوں مر رہے تھے، مسٹر رابرٹ نے انہیں ایک بڑی رقم دے کر مجھے خرید لیا۔" اس نے بتایا۔

"کیا کہا.... آپ کو خرید لیا۔ یعنی ایک انسان کو؟" فرزانہ کے لہجے میں بلا کی حیرت تھی۔

"ہاں! ہمارے ہاں یہ عام بات ہے، جسے ضرورت ہوتی ہے، وہ اپنے کسی بیٹے کو بیچ دیتا ہے اور وہ خریدار کا غلام بن کر رہتا ہے۔" اس نے بتایا۔

"پرانے زمانے میں تو ایسا سننے میں آیا تھا، لیکن آج کے دور میں یہ بات حد درجے عجیب لگتی ہے، ویسے آپ کا نام کیا ہے؟"

"مجھے کمشو کہتے ہیں۔"

www.facebook.com/ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

"اچھا تو مسٹر مکنو خدا حافظ! ہم اس جگہ کی سیر کرنے آئے تھے، سیر کر چکے، چنانچہ اب چلتے ہیں۔"

"مجھے افسوس ہے، تم لوگ جا نہیں سکو گے۔" اس نے مسکرا کر کہا اور اس وقت انہوں نے دیکھا اس کی مسکراہٹ حد درجے بھیانک تھی، حالانکہ اب تک وہ مسکرا مسکرا کر باتیں کر رہا تھا۔

"کیوں؟ ہماری ٹانگیں تو بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں۔" فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

"میرے آقا کا حکم ہے، یہاں ان کے علاوہ کوئی بھی آئے۔ زندہ نہیں جائے گا۔"

"کیا ہم سے پہلے بھی یہاں کوئی آیا ہے؟"

"نہیں! آج تک ایسا نہیں ہوا، یہ پہلا اتفاق ہے۔"

"لیکن آپ تھے کہاں.... ہمیں تو نظر ہی نہیں آ رہے تھے۔"

"لکڑی کے اس تختے کے آخر میں میرا کمرہ ہے، وہ بھی لکڑی کا بنا ہوا ہے اور کافی بڑا ہے، میں اکثر اس میں ٹہلتا رہتا ہوں، جونہی تم جنگلے کے پاس پہنچے مجھے تمہارے آنے کی اطلاع ہو گئی، میرے کمرے میں گھنٹے بج اٹھے اور میں باہر نکل آیا۔"

"اوہ.... تو وہ آواز آپ کے ٹہلنے کی تھی۔" محمود نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

"ہاں! اب سوال یہ ہے کہ تم یہاں تک کیسے آ گئے؟" اس نے پوچھا۔

"سیر کرتے! ہم پہلے ہی بتا چکے ہیں۔" فرزانہ نے جلدی سے کہا۔

"اس وقت رات ہے یا دن، میں نہیں جانتا، اگر دن ہی ہے تو بھی یہاں مالک کے سوا کبھی کوئی نہیں آیا، اگر اس نے تمہیں سیر کرنے کی اجازت دی ہے تو مجھے کیوں اطلاع نہیں دی، لہٰذا اب تم یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتے، مالک کا حکم یہی ہے، میں کیا کر سکتا ہوں، ویسے تم مجھے بہت اچھے بچے لگے ہو.... میرا جی نہیں چاہتا کہ تمہیں قتل کروں، لیکن میں مجبور ہوں، میرے ماں باپ کا بھی یہی حکم ہے کہ میں مسٹر رابرٹ کا ہر حکم مانوں، چاہے جان چلی جائے۔"

"ارے باپ رے.... تو آپ ہمیں قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔" فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

"ہاں! اگرچہ یہ کام میرے لیے کافی تکلیف دہ ہو گا۔" اس نے افسوس ناک لہجے میں کہا۔

"آپ ایسا کیوں نہیں کرتے کہ ہمیں پکڑ کر مسٹر رابرٹ کے حوالے کر دیں۔"

"نہیں! یہ ان کے حکم کی خلاف ورزی ہو گی۔" اس نے کہا

www.facebook.com/ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

اور اپنی چڑے کی پیٹی سے ایک لمبا سا خنجر نکال لیا، ہلکی سی روشنی میں خنجر کی چمک نے ان کے حواس گم کر دیے.... انہوں نے سن رکھا تھا، افریقی باشندے خنجر زنی میں بہت ماہر ہوتے ہیں اور یہ تو افریقہ سے بھی آگے کسی تاریک علاقے کا باشندہ تھا، خدا جانے یہ کس حد تک ماہر تھا۔

"ٹھہرو دوست! پہلے ہماری بات سن لو۔" محمود نے جلدی سے کہا۔

"میں ضرور سنوں گا.... جتنی باتیں تم چاہو، سنا سکتے ہو، لیکن چھوڑوں گا ہرگز نہیں۔"

"ہمارا بھی جی نہیں چاہتا کہ تمہیں جان سے مار ڈالیں، لیکن اب تم ہمیں مار ڈالنے پر آتر ہی آئے ہو تو اپنا بچاؤ کرنے کے سلسلے میں اگر تم ہمارے ہاتھوں سے مر جاؤ تو ہمیں معاف کر دینا۔" فاروق نے مسمی صورت بنا کر کہا۔

اچانک اس بند اور گول جگہ میں اس کالے آدمی کا قہقہہ گونج اٹھا اور بہت دیر تک گونجتا رہا.... وہ اس کے قہقہے کے رکنے کا انتظار کرتے رہے، آخر خدا خدا کر کے قہقہہ ختم ہوا۔

"میری باتوں پر عام طور پر لوگ مسکرا دیتے ہیں، کچھ ہنس بھی دیتے ہیں، کبھی کبھی کوئی قہقہہ بھی لگا دیتا ہے، لیکن آج تک کسی نے اتنا طویل قہقہہ نہیں لگایا، تمہارے اس تحفے کا

شکریہ، شاید تم نے یہ سن کر قہقہہ لگایا ہے کہ مرنے کے بعد تم ہمیں معاف کر دینا.... واقعی میرے منہ سے ایک غلط جملہ نکل گیا، بھلا کوئی مرنے کے بعد کچھ معاف کر سکتا ہے۔" فاروق کہتا چلا گیا۔

"میں اس بات پر نہیں ہلتا، جب تک اس پر آ کر ہیں اور تمہارے ہاتھوں مارا جاؤں.... شاید تم خواب بہت دیکھتے ہو، باقی رہی معاف کرنے کی بات تو میں تمہیں اپنی زندگی میں ہی معاف کر دیتا ہوں۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"بہت اچھا کیا آپ نے، ورنہ ہمیں ساری زندگی افسوس رہتا۔" محمود نے کہا۔

"لیکن بھئی! اسے زندہ کیوں نہ پکڑا جائے۔" فرزانہ کو اچانک خیال آیا۔

"کیا کرو گی.... ہم کسی انسان کو چڑیا گھر میں رکھنے کے تو سخت مخالف ہیں، کیوں کہ یہ انسانیت کی بہت بڑی تذلیل ہے، بے عزتی ہے۔" محمود نے کہا۔

"ہم اسے عدالت میں پیش کریں گے، یہ بہترین گواہ ثابت ہو گا۔"

"بات تو واقعی ٹھیک ہے، اچھا تو مسٹر ککشو.... تم نے اپنا شاید یہی نام بتایا تھا، ہم تمہیں اب زندہ ہی گرفتار

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

کریں گے۔"

"مجھے تمہاری بے خوفی پر حیرت ہو رہی ہے، میرے ہاتھ میں خنجر دیکھ کر تو تمہیں تھر تھر کانپنا شروع کر دینا چاہیے تھا۔" اس نے واقعی حیران ہو کر کہا۔

"دراصل بات یہ ہے کہ ہماری امی جان نے ہمیں تھر تھر کانپنا سکھایا ہی نہیں... ورنہ ہم اس وقت ضرور کانپتے، اُمید ہے، آپ ہمیں معاف کر دیں گے۔" فاروق بولا۔

"تم لوگ یا تو بالکل بے وقوف ہو یا یہ سمجھتے ہو کہ یہ خنجر نقلی ہے اور میں تم سے مذاق کر رہا ہوں۔" مکشو نے جھلا کر کہا۔

"ہم بالکل بے وقوف تو خیر نہیں، کیوں محمود، فرزانہ... تم دونوں بالکل بے وقوف تو نہیں، کیونکہ اپنے بارے میں تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں۔"

"شاید ہم وقت ضائع کر رہے ہیں۔" محمود نے منہ بنایا۔

"ارے ہاں! اچھا تو مسٹر مکشو... ہم چلے، آؤ بھئی اب وقت کو ضائع ہونے سے بچائیں۔" یہ کہہ کر فاروق نے ایک چھلانگ لگائی، جنگلے سے نیچے آیا اور اُوپر جانے والی سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔

"ابھی تو تم مجھے زندہ پکڑنے کی بات کر رہے تھے۔"

مکشو ہنسا۔

"کیا کریں گے پکڑ کر، تم تو پھر بھی مسٹر رابرٹ کا ہی دم بھرو گے۔" فاروق بولا۔

"لیکن میں کہہ چکا ہوں [illegible] سے باہر نہیں جا سکتے۔" وہ غرّایا۔

یہ کہتے ہی اس نے ایک چھلانگ لگائی اور فاروق کے راستے میں آ گیا۔

"پہلے تم ہی جاؤ۔" اس نے خنجر والا ہاتھ لہرایا۔

"ارے باپ رے! یہ تو سچ مچ خنجر چلانے لگے۔" فاروق نے بوکھلا کر کہا اور بجلی کی طرح تڑپتے ہوئے وار بچا گیا۔ ایک لمحے کے لیے مکشو کی آنکھوں میں حیرت کے دیے جل اٹھے، پھر اس کے ہونٹوں پر ایک وحشیانہ مسکراہٹ تیر گئی۔

"بہت خوب! تم تو بہت پھرتیلے ہو، اس بار میرا وار روک کر تو جاؤ۔"

"جب تم اس خنجر زنی سے باز نہیں آ سکتے۔" فاروق نے کانپ کر کہا۔

"ہرگز نہیں۔" یہ کہتے ہی اس نے فاروق پر ایک چھلانگ لگائی اور ساتھ ہی اس کا خنجر والا ہاتھ حرکت میں آیا۔ محمود اور فرزانہ کو یوں لگا جیسے خنجر سیدھا فاروق کے پیٹ میں

www.facebook.com/ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

جا گھسا ہو، ان کی چیخیں نکل گئیں، لیکن فاروق نے انتہائی پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خود کو تر چھا کیا تھا، اور خنجر صرف اس کی قمیص کاٹتا چلا گیا تھا۔

ان کی آنکھیں خوف سے پھیل گئیں، یہ موت اور زندگی کا کھیل تھا۔ کمشو کتنا بھی اچھا آدمی سہی، کم از کم مارٹ کا حکم ہر حال میں پورا کرنے پر تلا ہوا تھا۔

"فاروق! اس شخص کو زندہ گرفتار کرنا ہمارے لیے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے" محمود چلایا۔

"پھر میں کیا کروں؟" فاروق نے پوچھا۔ اس دوران وہ چکر کاٹ کر کمشو سے کچھ فاصلے پر پہنچ گیا تھا۔

"حملہ..... ہم اس پر ایک ساتھ حملہ کریں گے" فرزانہ نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"اگر تم نے ایک ساتھ حملہ کیا تو ایک ساتھ ہی مرو گے" کمشو سانپ کی طرح پھنکارا۔

اچانک فرزانہ کے ذہن میں کوندا سا لپکا، اسے یوں لگا، جیسے نہ صرف وہ بلکہ محمود اور فاروق بھی اس وقت تک گہری نیند میں ہوں اور اس کی ابھی ابھی آنکھ کھلی ہو، وہ اپنے ساتھ لائے ہوئے ان کھلونوں کو تو بھول ہی گئے تھے جو پروفیسر داؤد نے انہیں دیے تھے، لیکن مصیبت یہ

تھی کہ اس وقت کمشو پر کوئی ہتھیار استعمال نہیں کیا جا سکتا تھا، کیونکہ وہ اور فاروق ایک دوسرے سے بہت نزدیک تھے اور فاروق بھی ان ہتھیاروں کی لپیٹ میں آ سکتا تھا۔ ہاں اس وقت یہ موقع ضرور حاصل تھا جب وہ ایک دوسرے کے سامنے کھڑے باتیں کر رہے تھے۔

اسی وقت کمشو نے فاروق پر تیسری بار حملہ کیا اور یہ حملہ ایسا تھا کہ محمود اور فرزانہ کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی اس نے اندھا دھند آگے بڑھ کر فاروق کے گلے میں ہاتھ ڈال دیا تھا اور بازو کو اپنے جسم کے ساتھ لگا لیا تھا، پھر اس کا خنجر والا ہاتھ اٹھا تھا، ایسے میں فاروق کے دونوں ہاتھ حرکت میں آئے اور خنجر والی کلائی پر جم گئے۔ اب فاروق خنجر کی نوک کو اپنے پیٹ سے دور رکھنے کے لیے پورا زور لگا رہا تھا اور کمشو پیٹ میں گھونپ دینے کے لیے اسی وقت فرزانہ چلائی:

"محمود! دیکھ کیا رہے ہو، کمشو کے سر پر کوئی چیز دے مارو۔"

"کیا چیز دے ماروں؟" اس نے بوکھلا کر کہا۔

"تم لوگ دخل نہ دینا..... میں اکیلا ہی اس سے نپٹوں گا" فاروق کی پھنسی پھنسی آواز سنائی دی۔ اس کا گلا گھٹ رہا تھا

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

اور یہ بہت خطرناک بات تھی، گلا گھٹنے کے ساتھ ساتھ اس کی طاقت ختم ہوتی چلی جاتی اور مکشو کے ہاتھ کا دباؤ پیٹ کی طرف بڑھ جاتا، محمود اور فرزانہ یہ کیسے برداشت کر سکتے تھے، وہ آگے بڑھے۔

محمود نے ہاتھ کی بڑی پوری قوت سے مکشو کی گردن پر رسید کی، اس کے حلق سے ایک کراہ نکلی اور عین اسی وقت فاروق نے اس کا بازو موڑ کر رکھ دیا۔ خنجر اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ فرزانہ نے تیزی سے خنجر اٹھا لیا۔

"بس مسٹر مکشو! اب تم میرے بھائی کی گردن چھوڑ دو، نہیں تو میں یہ خنجر تمہاری کمر میں اتار دوں گی۔"

"اتار دو۔ کم از کم میں اس کی گردن تو نہیں چھوڑوں گا مرتے دم بھی اگر میں نے مسٹر رابرٹ کے حکم کی تعمیل میں تم میں سے ایک کو ختم کر دیا تو اس سے بڑھ کر میرے لیے خوشی کی بات اور کیا ہو گی؟" اس نے کہا۔

یہ سن کر فرزانہ نے خنجر کی نوک اس کی کمر پر رکھ دی، اس کا دوسرا ہاتھ ابھی تک فاروق کی گرفت میں تھا اور وہ اسے مروڑے ڈال رہا تھا۔ مکشو کو شاید اس وقت کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ ایسے میں خنجر کی نوک اس کی کمر میں چبھنے لگی۔

"اب بھی وقت ہے، گردن چھوڑ دو۔"

"گردن میری موت کے بعد ہی آزاد ہو گی، لیکن اس سے پہلے ہی میں اس کا گلا گھونٹ چکا ہوں گا۔" مکشو نے ہنس کر کہا۔

انہوں نے محسوس کیا، فاروق کا سانس پھولتا جا رہا ہے، یہ دیکھ کر فرزانہ نے خنجر کا دباؤ بڑھا دیا... خنجر اندر دھنستا محسوس ہوا، مکشو کے منہ سے چیخ نکل گئی مگر اس نے فاروق کی گردن پھر بھی نہ چھوڑی۔

"محمود! اس کی گردن پر ایک ہاتھ اور رسید کرو۔" فرزانہ جھلا کر بولی۔

"چاہے دس ہاتھ اور مارو، مگر گردن نہیں چھوٹے گی۔" اس نے بلبلاتے ہوئے کہا۔

محمود نے اس مرتبہ کنپٹی پر بڑی رسید کی، وہ کسی زخمی کتے کی طرح چلا اٹھا، لیکن فاروق کی گردن پھر بھی نہ چھوڑی، اب فرزانہ پریشان ہو گئی تھی، اس نے خنجر پر اور زور لگا دیا۔ مکشو کے حلق سے ایک اور دل دوز چیخ نکلی اور اس کی گرفت گردن پر ڈھیلی پڑنے لگی.... کمر سے خون تیزی سے بہنے لگا۔ فاروق نے ایک جھٹکا دیا اور مکشو سے الگ ہو گیا۔

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

"فرزانہ! کہیں تم نے خنجر زیادہ دور تک تو نہیں دھکیل دیا؟" محمود نے گھبرا کر کہا۔

"نہیں! لیکن میں وثوق سے کچھ نہیں کہہ سکتی، اس وقت مسٹر فاروق کی گردن چھڑانے کا تھا۔" اس نے کہا۔

"اگر یہ مر گیا تو ہمیں بہت افسوس ہوگا۔"

خون آلود خنجر فرزانہ کے ہاتھ سے چھوٹ کر گرا اور لکڑی کے فرش میں سیدھا گڑ گیا۔ فرزانہ کی آنکھیں خوف اور دہشت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں.... کیوں کہ کمشو جان کنی کے عالم میں تھا۔ اس کے جسم میں تھرتھراہٹ دوڑ گئی تھی۔ اس کے منہ سے خرخراہٹ کی آواز نکلنے لگی، پھر وہ ہاتھ پاؤں مارنے لگا... ایسے میں اس نے ان پر ایک نظر ڈالی، بڑی کوشش سے مسکرایا... دھیمے انداز سے... اور پھر اس کے منہ سے نکلا:

"مم... مجھے... حیرت ہے... مم.... میں... وہ... وہ ہوں جس کا بڑے بڑے سورما مقابلہ نہیں کر سکے، جس کی خنجر زنی نے تھرتھری پیدا کر دی تھی.... تم... تم... نہ جانے کیا ہو... میں... میں مر رہا ہوں... لیکن... مجھے... خوشی ہے... میں بہت بہادر بچوں کے ہاتھوں مر رہا ہوں... مر رہا..."

اس کے الفاظ کا گلا گھٹ گیا۔ اس کا کالا جسم ساکت ہو گ

آنکھیں کھلی رہ گئیں۔ تینوں پتھر کے بتوں کی مانند کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ لیکن ابھی اس کے کچھ سانس باقی تھے۔ اچانک اس میں پھر حرکت ہوئی، وہ پھر بولا:

"میری دعا ہے، تم زندہ رہو، خوش رہو، لیکن میں اپنے فرض سے مجبور ہوں۔ مسٹر رابرٹ کو اطلاع دینا میرا فرض ہے۔"

اس کے الفاظ نے انہیں چونکا دیا، ابھی وہ یہ سوچ بھی نہیں پائے تھے کہ کمشو کس طرح اطلاع دے کہ اس نے جنگلے پر لگا بٹن ہاتھ اونچا کر کے دبا دیا۔

انہوں نے ایک ساتھ اس کی طرف چھلانگیں لگائیں، لیکن اسی وقت ایک قیامت خیز الارم بج اٹھا۔

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

مسٹر رابرٹ

الارم سن کر انسپکٹر جمشید بد حواس ہو گئے۔ وہ ایک دم پھاٹک کی طرف دوڑ پڑے، کیونکہ الارم بجنے کی صورت میں پھاٹک کے چوکیدار ہی سب سے پہلے حرکت میں آ سکتے تھے۔ انہیں بھی معلوم تھا کہ اب محمود، فاروق اور فرزانہ کا رسی کے ذریعے باہر نکلنا بہت مشکل تھا، اس کا یہ مطلب تھا کہ اب ان سے اندر ہی ملاقات ہو سکتی تھی۔ الارم بجنے کا یہ مطلب بھی تھا کہ وہ خطرے میں گھر گئے ہیں۔ لہٰذا وہ اس کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تھے کہ پھاٹک کی طرف دوڑ پڑیں۔

تیز رفتاری سے دوڑتے ہوئے وہ تقریباً پانچ منٹ بعد پھاٹک کے قریب پہنچ گئے۔ نزدیک پہنچنے پر پھاٹک پر کھڑے چوکیدار چوکنے انداز میں اِدھر اُدھر دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے اپنا بیگ ایک درخت کی شاخ سے لٹکا دیا اور پُرسکون انداز میں آگے بڑھنے لگے۔ پھر جونہی پولیس کی گاڑیاں وہاں پہنچیں، وہ اوٹ میں سے نکل آئے۔ پولیس والے جیپوں سے نیچے

اتر رہے تھے۔

"مسٹر رابرٹ کہاں ہیں؟" ایک پولیس آفیسر نے آگے بڑھ کر چوکیداروں سے پوچھا۔

"وہ رات کے وقت یہاں نہیں ہوتے۔" ایک چوکیدار بولا۔

"یہ ہم جانتے ہیں، انہوں نے ابھی ابھی فون کیا تھا کہ کارخانے میں کوئی گڑبڑ ہے، لہٰذا وہ بھی پہنچ رہے ہیں۔"

"وہ ابھی تک نہیں پہنچے۔" چوکیدار بولا۔

اتنے میں تمام پولیس والے نیچے اتر چکے تھے۔ یہ تعداد میں پندرہ کے قریب تھے۔ ان میں ایک انسپکٹر، ایک سب انسپکٹر اور دو حوالدار تھے، باقی کانسٹیبل تھے۔ شاید مسٹر رابرٹ کے تعلقات پولیس والوں سے بہت خوش گوار تھے۔ انسپکٹر جمشید اب ان کے نزدیک پہنچ چکے تھے۔ اچانک انسپکٹر کی نظر ان پر پڑی، اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"آپ!" وہ حیرت زدہ لہجے میں بولا۔

"ہیلو جیلانی صاحب! کیا حال ہیں؟" انہوں نے آنکھ کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"جی بہت اچھا ہے، آپ سنایئے۔"

"خدا کا شکر ہے۔" یہ کہہ کر انہوں نے ہاتھ کا اشارہ کیا۔ انسپکٹر جیلانی ان کا اشارہ فوراً ہی سمجھ گیا۔ وہ ان کے ساتھ قدم اٹھاتا

www.facebook.com/Ishtiaq-Ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

چند قدم دور آ گیا۔ سب انسپکٹر، حوالدار اور کانسٹیبل بھی حیران ہو کر انہیں دیکھ رہے تھے کیوں کہ وہ تقریباً سبھی ان سے واقف تھے۔

"میں بھی آپ کے ساتھ اندر جانا چاہتا ہوں۔" انسپکٹر جمشید نے سرگوشی کی۔

"کیا کوئی خاص بات ہے؟" انسپکٹر جیلانی نے حیران ہو کر کہا۔

"ابھی مجھے خود بھی معلوم نہیں کہ بات خاص ہے یا کس دعوت کی ہے۔ بس میں آپ کے ساتھ اندر جانا چاہتا ہوں۔" انہوں نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ شوق سے چلیے گا۔" اس نے کہا۔

عین اسی وقت ایک کار تیز رفتاری سے پھاٹک کی طرف بڑھتی نظر آئی۔ یہ سرخ رنگ کی لمبی سی کار تھی۔

مسٹر رابرٹ کو کار سے اترتے دیکھ کر وہ اس کی طرف بڑھے۔

"اوہ! جیلانی صاحب آپ مجھ سے پہلے پہنچ گئے۔" اس کے منہ سے نکلا۔ پھر اس نے اس کے ساتھ ہاتھ ملایا۔

"بس ادھر آپ کا فون ملا، ادھر ہم روانہ ہو گئے۔" جیلانی بولا۔

"تو پھر آیئے۔ اندر چل کر دیکھتے ہیں کیا ماجرا ہے۔"

"آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ اندر گڑ بڑ ہے۔" انسپکٹر جیلانی نے پوچھا۔

"میں نے اندر ایک الارم لگوا رکھا ہے، جو برقی رَو کے ذریعے کام کرتا ہے، اس کا سلسلہ میرے گھر تک پھیلا ہوا ہے۔ اگر الارم کارخانے کے اندر بجتا ہے تو میرے گھر میں بھی بجتا ہے۔" اس نے بتایا۔

"الارم بجتا کیسے ہے؟" جیلانی نے پوچھا۔

"اگر کوئی چور اندر گھس کر میرے دفتر کی تجوری تک پہنچ جائے تو جونہی وہ اس کے ہینڈل کو ہاتھ لگائے گا، الارم بج اٹھے گا۔ اس کے علاوہ بھی دو چار اہم جگہوں پر الارم کا کنکشن لگا ہوا ہے۔" مسٹر رابرٹ نے بتایا۔

"بہت خوب! سوال یہ ہے کہ آپ تو شہر میں رہتے ہیں۔ یہاں تک پہنچنے میں پندرہ بیس منٹ تو ضرور ہی لگ جاتے ہوں گے، ایسی صورت میں چور کے لیے کیا بندوبست کیا گیا ہے؟" جیلانی نے پوچھا۔

"الارم بجنے کے بعد کس چور میں اندر سکون سے رہنے کی ہمت رہتی ہے۔ وہ تو فرار ہونے کی کوشش کرے گا، اور میرا کوئی نقصان نہیں ہو گا۔"

"تو پھر یہاں آنے کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے؟"

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ چور فرار ہونے میں کامیاب نہ ہو سکے، آخر اسے گرفتار بھی تو کرنا چاہیے۔" اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے، آیئے اندر چلیں۔"

وہ پھاٹک کی طرف بڑھے۔ انسپکٹر جمشید خود کو جان بوجھ کر جیلانی کے پیچھے رکھ کر آگے بڑھ رہے تھے۔ ابھی تک مسٹر رابرٹ انہیں پوری طرح نہیں دیکھ سکا تھا، وہ انہیں بھی جیلانی کے ساتھیوں میں سے ہی سمجھا تھا۔

مسٹر رابرٹ کو دیکھ کر چوکیدار باادب ہو کر کھڑے ہو گئے تھے۔

"پھاٹک کھول دو، تم نے کسی کو پھاٹک کے آس پاس منڈلاتے تو نہیں دیکھا تھا؟" اس نے چابیاں دیتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں! ادھر تو کوئی نہیں آیا۔"

"ٹونی کہاں ہے؟"

"ابھی تھوڑی دیر پہلے تو یہیں تھا، پھر دیوار کے ساتھ ساتھ چلا گیا تھا جیسا کہ اس کی عادت ہے، ساری رات چکر لگاتا رہتا ہے۔"

"ٹونی کون؟" انسپکٹر جیلانی کے منہ سے نکلا۔

"میرا پیارا کتا.... اس جیسا کتا ملنا بہت مشکل ہے۔ میں حیران ہوں، اس کے ہوتے ہوئے، اس کی موجودگی میں کوئی

اندر کس طرح گھس گیا۔

"کیا اندر داخل ہونے کا کوئی اور راستہ بھی ہے؟"

"نہیں، دیواریں بہت اونچی ہیں اور ان کے اوپر بھی باڑھ لگی ہوئی ہے، پھر بھی آج کل سائنس کا زمانہ ہے، اندر داخل ہونا ناممکن نہیں۔" اس نے بتایا۔

"ان چوکیداروں کے پاس تو چابیاں نہیں ہوتیں۔" انسپکٹر جیلانی نے پوچھا۔

"نہیں! چابیاں میرے علاوہ میرے منیجروں کے پاس بھی ہوتی ہیں، اس کے علاوہ میرے سپروائزر کے پاس ہوتی ہیں جو صبح سب سے پہلے آ کر پھاٹک کھلواتا ہے۔"

"کیا آج رات سپروائزر صاحب تو نہیں آئے تھے اور پھاٹک کھلوا کر اندر داخل تو نہیں ہوئے تھے؟" انسپکٹر جیلانی نے پوچھا۔

"جی نہیں! ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔" چوکیدار بولا۔

"بہت خوب!" مسٹر رابرٹ کے منہ سے نکلا۔

اسی وقت پھاٹک کھل گیا اور وہ اندر داخل ہوئے۔ مین سوئچ دبا کر پورے کارخانے کی لائٹیں جلا دی گئیں۔

"سب سے پہلے میرا کمرہ دیکھا جانا چاہیے۔" مسٹر رابرٹ نے کہا۔

"بہت بہتر! ہماری رہنمائی کیجیے۔" انسپکٹر جیلانی نے کہا۔

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

اور وہ لمحہ بہ لمحہ مسٹر رابرٹ کے دفتر کی طرف قدم اٹھانے لگے۔ انسپکٹر جمشید کی بے چینی میں ہر قدم پر اضافہ ہونے لگا۔

○

اور پھر مرنے سے پہلے مکشو کی انگلی الارم کے سوئچ سے نہ ہٹ سکی، موت کے بعد بھی اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔

"اُف خدا.... یہ تو مر گیا.... ادھر الارم بج چکا ہے، اب ہم کیا کریں؟" فرزانہ نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"گھبرانے کی ضرورت نہیں، یہ اپنی ضد کی وجہ سے مرا ہے، ہمارا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا، لیکن اب ہم رسی کے ذریعے دیوار نہیں پھلانگ سکتے، کیونکہ الارم نے چوکیداروں کو ہوشیار کر دیا ہے۔" محمود بولا۔

"لیکن وہ گیٹ چھوڑ کر شاید کہیں نہ جائیں۔"

"اس کے باوجود ہم اس وقت باہر نہیں جا سکیں گے۔" فاروق بولا۔

"اب ہمارے لیے دو ہی راستے ہیں، یا تو فوراً نہ جانے سے باہر نکل کر مسٹر رابرٹ کے کمرے میں پہنچ جائیں اور وہاں

آنے والوں کا انتظار کریں، دوسرے یہ کہ یہیں رہ کر حالات کا مقابلہ کریں۔" محمود نے کہا۔

"ہم ایسا کیوں نہ کریں کہ اس کالے آدمی کو اٹھا کر نیچے لے جائیں اور دیکھیں کہ نیچے کیا چکر چل رہا ہے۔" فرزانہ نے کہا۔

"اس وقت یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں ہوگا، ہمیں فوراً اوپر چلنا چاہیئے، پہلے ہم تیل دیکھیں گے اور پھر تیل کی دھار۔" محمود نے کہا۔

"لیکن رات کے وقت تیل اور اس کی دھار کہاں سے آئے گی۔" فاروق نے کہا۔

"تمہارے سر میں سے۔" فرزانہ جھلا کر بولی۔

"یہ میرا سر ہے، کوئی کولھو نہیں۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"تو پھر وقت ضائع نہ کرو اور اوپر چلو۔"

انہوں نے مکشو کی لاش پر ایک آخری نظر ڈالی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتے سیڑھیوں تک پہنچ گئے، جونہی انہوں نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا، زینہ کھل گیا، وہ تقریباً دوڑتے ہوئے زینے پر پہنچے اور پھر مسٹر رابرٹ کے کمرے میں آ گئے۔ دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔

عین اسی وقت انہوں نے بہت سے قدموں کی آواز سنی اور وہ حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے خود کو تیار کرنے لگے۔

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

اچانک کمرے کے اندر مسٹر رابرٹ اور اس کے پیچھے پولیس کے آدمی داخل ہوئے۔ انہی میں انہیں اپنے والد بھی نظر آئے۔

ان تینوں پر نظر پڑتے ہی آنے والے بھی بڑی طرح چونکے اور پھر ان کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

سب سے زیادہ حیرت رابرٹ کی آنکھوں میں تھی۔

وہاں کیا تھا؟

"آپ.... آپ تینوں وہی تو نہیں جو دو تین دن پہلے انڈسٹری کی سیر کرنے آئے تھے۔"

"جی ہاں! اتفاق سے ہم وہی ہیں۔" فاروق مسکرایا۔

"سوال یہ ہے کہ آپ تینوں یہاں کیا کر رہے ہیں؟" مسٹر رابرٹ بولا۔

"اس روز سیر مکمل نہیں کر سکے تھے، لہٰذا باقی ماندہ سیر کرنے آ گئے تھے۔" فرزانہ نے جواب دیا۔

"لیکن آپ اندر کس راستے سے داخل ہوئے؟" مسٹر رابرٹ نے پوچھا۔

"پھاٹک پر چونکہ آپ نے چوکیدار کھڑے کر رکھے تھے، اس لیے ہمیں دیوار کی طرف سے آنا پڑا۔" محمود بولا۔

"سن رہے ہیں جیلانی صاحب.... یہ غیر قانونی طریقے سے اندر داخل ہوئے ہیں، اس لیے انہیں گرفتار کر لیں۔"

جیلانی کے منہ سے ایک لفظ نہ نکل سکا، وہ حیران تھا

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

کہ معاملہ کیا ہے، وہ محمود، فاروق اور فرزانہ کو اچھی طرح جانتا تھا۔ اسی وقت انسپکٹر جمشید بول پڑے۔

"سوال یہ ہے کہ الارم کس طرح بجا.... اندر تو آپ کا کوئی آدمی نظر نہیں آیا۔"

"رات کے وقت میرا صرف ایک آدمی فیکٹری کے اندر ہوتا ہے، وہ گشت لگاتا رہتا ہے، اس نے انہیں دیکھ لیا ہوگا اور اس نے الارم بجایا ہوگا۔" مسٹر رابرٹ نے انسپکٹر جمشید کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ ہے کہاں؟" انہوں نے پوچھا۔

"میں ابھی اسے بلاتا ہوں۔" یہ کہہ کر اس نے ایک بٹن دبایا اور ایک تیز گھنٹی بجنے لگی۔

"یہ گھنٹی صرف اس کے لیے ہے، وہ جہاں کہیں بھی موجود ہے، فوراً یہاں پہنچ جائے گا۔"

"بہت خوب! ہم اس کا انتظار کریں گے۔" جیلانی نے کہا۔

تھوڑی دیر کے لیے خاموشی طاری ہو گئی، لیکن جس کا انہیں انتظار تھا، وہ نہ آیا۔ مسٹر رابرٹ کے چہرے پر پریشانی کے آثار صاف دیکھے جا سکتے تھے۔

"خدا جانے مکشو کو کیا ہوا، گھنٹی کی آواز سننے کے بعد وہ رُک نہیں سکتا تھا۔"

"کیا وہ پورے کارخانے کا چکر اکیلا لگایا کرتا تھا؟" انسپکٹر جمشید نے پوچھا۔

"ہاں!" اس نے مختصر جواب دیا۔

اس کا جواب سننے کے بعد انہوں نے محمود، فاروق اور فرزانہ کا جائزہ لیا اور پھر فرزانہ کے کپڑوں پر نظر پڑتے ہی چونک اُٹھے:

"کیا تم تینوں کچھ کہنا چاہتے ہو، تمہیں اجازت ہے۔"

"جی ہاں! ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہم جانتے ہیں، مکشو کہاں ہے؟" محمود بولا۔

"کیا کہا! تم جانتے ہو تو پھر بتاؤ وہ کہاں ہے، ضرور تم نے اسے زخمی کر کے کہیں گرا دیا ہے... نہ نہ نہیں.... تم تینوں تو مل کر بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔"

"میں کہہ چکا ہوں، ہم اس کے بارے میں جانتے ہیں، وہ کہاں ہے، اگر آپ لوگ اسے دیکھنا چاہتے ہیں تو ہم دکھا دیتے ہیں۔"

"انسپکٹر صاحب.... یہ اپنے جرم کا اقرار کر چکے ہیں.... آپ انہیں گرفتار کیوں نہیں کرتے۔" مسٹر رابرٹ نے جھلا کر کہا۔

"پہلے یہ تو دیکھ لیں کہ مکشو آپ کا ملازم کہاں ہے؟ ہاں بھئی، کہاں ہے مکشو؟"

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

"جی! اس کارخانے کے تہ خانے میں۔" فرزانہ نے کہا۔

"کیا کہا.... تہ خانے میں؟" مسٹر رابرٹ نے تقریباً چیخ کر کہا۔ اس کا رنگ اڑ گیا۔

"جی ہاں! کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں، یہاں کوئی تہ خانہ نہیں ہے۔" محمود مسکرایا۔

مسٹر رابرٹ کے منہ سے کوئی لفظ نہ نکل سکا۔ اس پر تو جیسے سکتہ طاری ہو گیا تھا۔ آخر محمود اٹھا اور اس نے مسٹر رابرٹ کی تصویر ہٹا کر ٹٹولنا شروع کر دیا، دوسرے ہی لمحے سب حیرت زدہ رہ گئے.. نمودار ہونے والے دروازے کو دیکھنے لگے۔

"آیئے جناب! ہم آپ کو دکھائیں، مکشو کہاں ہے۔" محمود بولا۔

وہ سب بھونچکے سے زینے میں داخل ہو کر سیڑھیاں اترنے لگے۔ مسٹر رابرٹ تو اس طرح چل رہا تھا۔ جیسے ٹانگوں میں جان نہ رہی ہو۔ پھر جونہی وہ نیچے اترے ان کی نظریں مکشو کی لاش پر پڑیں اور وہ دھک سے رہ گئے۔

"یہ کیا؟ تم نے اسے قتل کر دیا؟" مسٹر رابرٹ نے چلا کر کہا۔

"یہ ہمیں جان سے مارنے پر تل گیا تھا، مجبوراً ہمیں اپنی جان بچانے کے لیے بچاؤ کرنا پڑا اور اس سلسلے میں یہ مارا گیا۔" محمود نے بتایا۔

"آپ نے سن لیا انسپکٹر صاحب.... آخر آپ انہیں گرفتار کیوں نہیں کرتے؟"

"ہم گرفتار ہونے کے لیے تیار ہیں، لیکن پہلے یہ تو بتائیں، جنگلے سے جو زینہ نیچے جا رہا ہے، وہاں کیا ہے۔" محمود مسکرایا۔

"وہاں! وہاں کچھ بھی نہیں، سٹور ہے۔"

"بہت خوب! ذرا ہم اس سٹور کو دیکھنا چاہتے ہیں۔" محمود نے کہا۔

"مجھے کیا ضرورت پڑی ہے کہ تمہیں دکھاتا پھروں۔" اس نے جھلا کر کہا۔

"لیکن ہم تو دیکھیں گے، کیوں جیلانی صاحب!" فاروق بولا۔

"دیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔" جیلانی کی بجائے انسپکٹر جمشید بولے۔

"ضرور دیکھیں گے.... آخر اس قسم کا تہ خانہ بنانے کی ضرورت کیا تھی۔" جیلانی بولا۔

"میں کہتا ہوں، ان تینوں کو گرفتار کر لیں اور یہاں سے لے جائیں۔" رابرٹ نے تلملا کر کہا۔

"اب تو ہم ہرگز نہیں جائیں گے، جیلانی صاحب مسٹر رابرٹ کو گرفتار کر لیں اور پھر نیچے چلیں، چند کانسٹیبلوں کو یہیں رہنے دیں۔" انسپکٹر جمشید پرسکون آواز میں بولے۔

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

"جی! گرفتار کر لوں!" جیلانی کے منہ سے نکلا۔

"ہاں! یہاں ضرور کوئی غیر قانونی کام ہو رہا ہے، ورنہ نیچے چل کر دکھا دینے میں کیا حرج ہے۔" انہوں نے کہا۔

"یہاں کوئی غیر قانونی کام نہیں ہو رہا، چلیے میں چل کر دکھا دیتا ہوں۔" آخر اس نے ہتھیار ڈال دیے۔

"یہ ہوئی نا بات!" انسپکٹر جمشید خوش ہو کر بولے۔

سب سے آگے رابرٹ چلا، اس کے پیچھے انسپکٹر جمشید اور وہ تینوں اور پھر جیلانی اور اس کے ساتھی۔

یہ ایک کنواں سا تھا جس میں وہ اتر رہے تھے اور گہرائی بے تحاشہ تھی۔ ان کی حیرت لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی تھی۔ آخر وہ نیچے پہنچ گئے اور پھر ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ یہ ایک بہت بڑا ہال تھا، اس ہال کے اوپر وہ کنواں ایک چمنی سی معلوم ہو رہا تھا۔ کنواں ہال سے نیچے بھی تھا۔ ہال بالکل گول تھا اور اس میں ہر طرف صندوقوں کے بڑے بڑے ڈبے اور پیٹیاں ہزاروں کی تعداد میں موجود تھیں۔

"میں نے کہا تھا نا.... یہ ہمارا سٹور ہے۔" مسٹر رابرٹ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"لیکن اس قدر نیچے یہ ہال بنوانے کی آخر کیا ضرورت تھی؟" انسپکٹر جمشید بولے۔

"انجینیروں نے یہ ڈیزائن بنایا اور مجھے پسند آگیا۔"

"اور یہ کنواں اور نیچے کیوں جا رہا ہے؟" یہ کہہ کر انسپکٹر جمشید کنویں کی طرف بڑھے۔

"خبردار! اس طرف قدم نہ بڑھانا۔" مسٹر رابرٹ چیخا۔

اس کا لہجہ سن کر جیلانی اور دوسرے حیرت زدہ رہ گئے۔ یوں لگتا تھا جیسے رابرٹ کا یکایک دماغ چل گیا ہو۔

"کیوں کیا بات ہے؟"

"بس! میں کہہ چکا ہوں کہ نیچے نہ جاؤ۔"

"لیکن میں یہ ضرور دیکھوں گا کہ نیچے کیا ہے۔"

"نہیں! ایسا نہیں ہوگا۔" ان الفاظ کے ساتھ ہی مسٹر رابرٹ کے ہاتھ میں پستول نظر آیا، اس نے چلا کر کہا،

"واپس اپنی جگہ آ جاؤ اور ہاتھ اوپر کر لو۔"

"مسٹر رابرٹ! یہ قانون کے محافظ ہیں، یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟"

"تم سب بھی ہاتھ اوپر کر لو.... اور یہ نہ سمجھنا کہ میں یہاں تنہا ہوں۔ ایک کمشنر مر گیا تو کیا ہوا، یہاں میرے کچھ اور ساتھی بھی ہیں، ذرا اپنے چاروں طرف دیکھ لو۔"

انہوں نے بوکھلا کر اپنے ارد گرد دیکھا۔ تین آدمی مشین گنیں لیے پیٹیوں کی اوٹ سے جھانک رہے تھے۔

محمود، فاروق اور فرزانہ نے دیکھا، وہ تینوں مسٹر رابرٹ

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

کے مشیر الطاف باقر، جمیل اختر اور سلیمان سوکت تھے۔

"آخر یہ کیا چکر ہے؟" جیلانی نے بوکھلا کر کہا۔

"چکر تو یہ خود ہی بتائیں گے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

جیلانی اور اس کے ساتھیوں کے چہرے دھواں ہو رہے تھے۔

"تم سب اپنے ہاتھ اوپر رکھو گے، الطاف باقر تم ان سب کی تلاشی لو گے اور ہم انہیں نشانے پر لیے رہیں گے، جونہی ان میں سے کسی نے حرکت کرنے کی کوشش کی، گولی مار دیں گے۔" رابرٹ نے کہا۔

"لیکن مسٹر رابرٹ! یہ لوگ پولیس اسٹیشن میں اپنی روانگی درج کر کے آئے ہوں گے۔" جمیل اختر نے پریشان ہو کر کہا۔

"پروا نہیں، ہم یہی بیان دیں گے کہ یہ لوگ یہاں سے واپس چلے گئے تھے اور الارم غلطی سے بج گیا تھا۔" اس نے کہا۔

الطاف باقر نے ان کی تلاشی شروع کی اور سب کی جیبوں سے پستول وغیرہ نکالتا چلا گیا۔ محمود کی باری آئی تو اس نے کہا۔

"میری جیب میں تو ایک سگریٹ لائٹر کے سوا کچھ نہیں ہے، ہاں وہ لینا چاہو تو لے لو، مگر تم تو شاید سگریٹ پیتے ہی نہیں۔"

"محمود! یہ تم نے سگریٹ کب سے پینے شروع کر دیے؟" انسپکٹر جمشید نے جھلا کر کہا۔

"جی میں نے تو کبھی سگریٹ کو ہاتھ تک نہیں لگایا، اچھے بچوں کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ سگریٹ کو ہاتھ نہیں لگاتے۔" محمود نے خوش ہو کر کہا۔

"تو پھر اس لائٹر کا تمہاری جیب میں کیا مطلب ہے؟" انسپکٹر جمشید بولے۔

"جی لائٹر تو اور کام بھی آ جاتا ہے۔" اس نے جواب دیا۔

"ہوں! بات تو ٹھیک ہے۔"

الطاف باقر نے اس کی تلاشی لی، لیکن لائٹر کے سوا کچھ نہ نکلا، لائٹر اس نے محمود کے ہاتھ میں تھما دیا اور فاروق کی طرف بڑھا۔

"اور میرے پاس ایک نقلی پستول کے سوا کچھ نہیں۔ بچے جیسے پستولوں سے کھیلتے ہیں، تم جانتے ہی ہو گے کہو تو خود ہی نکال کر دکھا دوں۔"

"خبردار! تم ہاتھ نیچے نہیں گراؤ گے۔" مسٹر رابرٹ نے کہا۔

"بہت اچھا!" فاروق نے کہا۔

اس کی جیب سے واقعی ایک مصنوعی پستول نکلا، وہ اس نے فاروق کو دے دیا اور فرزانہ کی طرف بڑھا۔

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

"اور میری جیب میں ایک عدد ہیئر کلپ موجود ہے، پسند آئے تو تم لے لو۔" فرزانہ مسکرائی۔

"لیکن ہیئر کلپ تو بالوں میں ہونا چاہیے، تم نے جیب میں کیوں رکھ چھوڑا ہے؟" فاروق نے کہا۔

"لگانا بھول گئی تھی۔" وہ بولی۔

الطاف باقر نے اس کی تلاشی لی اور ہیئر کلپ فرزانہ کو دے کر آگے بڑھ گیا۔

"اب ان میں سے کسی کے پاس کوئی ہتھیار نہیں۔" الطاف نے گویا اطلاع دی۔

"بہت خوب! اب میں انہیں اپنا پروگرام بتا دوں، تو سنو دوستو، تمہاری موت تمہیں یہاں کھینچ کر لے آئی ہے، اگر تم نے اس تہ خانے میں آنے کی حماقت نہ کی ہوتی تو سب کے سب زندہ سلامت واپس چلے جاتے.... لیکن اب یہ نہیں ہوگا۔ اب تم لوگوں کا مقبرہ یہیں بنے گا۔ تم سب کو ایک ہی قبر میں دفن کر دیا جائے گا۔"

"لیکن آخر کیوں.... تم ایسا کیوں کرو گے۔ اس کنوئیں میں ایسی کیا چیز ہے؟" جیلانی نے پریشان ہو کر کہا۔

"بے وقوفو! اس میں یورینیم ہے۔ یورینیم.... تمہارے ملک سے یورینیم نکل آیا ہے، لیکن اس کا میرے اور میرے ملک کے

کچھ خاص لوگوں کے سوا کسی کو علم نہیں.... آج سے پانچ کے.... سال پہلے ہمارے ملک سے ایک ٹیم تمہارے ملک میں باقاعدہ اجازت لے کر تیل کی تلاش میں آئی تھی۔ اس جگہ ان کے آلات نے یورینیم کی موجودگی کو ظاہر کیا۔ کچھ کھدائی پر انہیں یقین ہو گیا، لیکن وہ لوگ خاموشی سے واپس چلے گئے۔ پھر مجھے یہاں بھیجا گیا۔ میری حکومت نے تمہاری حکومت کو بتایا کہ میں یہاں مختلف مصنوعات کی انڈسٹری قائم کرنا چاہتا ہوں، اس طرح دونوں ملکوں کو فائدہ ہوگا۔ حکومت نے منظوری دے دی اور میں نے انڈسٹری کے لیے یہ جگہ پسند کی، اسے حکومت سے خرید لیا اور اس کے بعد اس پر کارخانہ تعمیر کرایا۔ یہ تہ خانہ بھی میرے ملک کے کاریگروں نے بنایا... کاریگر میں نے اپنے ملک سے ہی منگائے تھے، اس لیے کسی کو خبر تک نہ ہوئی کہ اصل معاملہ کیا ہے۔ ہماری انڈسٹری کا صابن خود ہمارے ملک بھی جانے لگا اور ہم صابن کے ڈبوں میں اور پیٹیوں میں یورینیم چھپا چھپا کر اپنے ملک بھیج رہے ہیں۔ اب چونکہ تم یہ راز جان گئے ہو، اس لیے تمہارا یہاں سے واپس جانا ناممکن ہے کیونکہ ابھی یورینیم کی بہت بڑی مقدار یہاں موجود ہے اور یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ یورینیم کس قدر قیمتی دھات ہے۔ صرف ایک پاؤنڈ یورینیم سے

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

توانائی حاصل ہوتی ہے جتنی تیس لاکھ پاؤنڈ کوئلے سے ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ یورینیم میں سے ایک حصہ یورینیم ۲۳۵ نکلتا ہے جو ایٹم بم بنانے کے کام آتا ہے، اس سے اندازہ لگا سکتے ہو کہ ہم تمہارے ملک کی کتنی بڑی دولت اپنے ملک میں منتقل کر رہے ہیں۔" یہ کہہ کر رابرٹ خاموش ہو گیا۔

"اُف خدا!" جیلانی نے کپکپائی ہوئی آواز میں کہا۔ "تت... تت... تو کیا محمود، فاروق اور فرزانہ اسی چکر میں یہاں آئے تھے؟"

"آئے تو یہ صرف سیر کرنے تھے، لیکن ان کی موجودگی میں مسٹر رابرٹ کے کمرے میں ایک بلب جلنے بجھنے لگا، جسے دیکھ کر یہ چونک اٹھے... انہیں چونکتے فرزانہ نے دیکھ لیا۔ کمرے سے نکلتے ہی یہ بہانہ بنا کر اندر آئی تو مسٹر رابرٹ کمرے میں نہیں تھے اور تہ خانے کا دروازہ نظر آ رہا تھا۔ بس یہاں سے ہی شک شروع ہوا۔ ہم نے تلاشی کے وارنٹ حاصل کرنے کی کوشش کی، لیکن مل نہ سکے، آخر میں نے محمود، فاروق اور فرزانہ کو اندر داخل کرنے کا فیصلہ کر لیا، تاکہ خفیہ طور پر معلوم ہو سکے کہ پیچھے کیا ہو رہا ہے۔ یہ اندر داخل ہو گئے اور تہ خانے کا راستہ بھی تلاش کر لیا، یہاں مکشو نے ان کا راستہ روکنا چاہا اور ان کے ہاتھوں مارا گیا، لیکن مرتے مرتے

الارم بجانے میں کامیاب ہو گیا، اس طرح ہم یہاں پہنچ گئے۔ بس یہ ہے کل کہانی۔" یہ کہہ کر انسپکٹر جمشید خاموش ہو گئے۔

"تم.... تم کون ہو؟" مسٹر رابرٹ نے پریشان ہو کر کہا

"مجھے لوگ انسپکٹر جمشید کہتے ہیں اور یہ تینوں میرے بچے ہیں۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔

"اوہ! پھر تو ان لوگوں کو ایک لمحے کے لیے بھی زندہ نہیں چھوڑنا چاہیے.... یہ تو بہت خطرناک لوگ ہیں۔" رابرٹ نے پریشان ہو کر کہا۔

"اب یہ لوگ ہمارے رحم و کرم پر ہیں، فکر کرنے کی کیا بات ہے۔" الطاف باقر نے کہا۔

"ہاں! ٹھیک ہے، پہلے ان سب کو باندھ لو، پھر گڑھا تیار کرو، اور انہیں اس میں دفن کر دو، مکشو کی لاش بھی ان کے ساتھ ہی دفن کرنا پڑے گی۔"

"ایسا ہی ہوگا۔" الطاف باقر نے کہا۔

"تم لوگ بھی کیا مسٹر رابرٹ کے ملک کے ہو؟" انسپکٹر جمشید نے پوچھا۔

"نہیں! ہم یہیں کے باشندے ہیں۔"

"گویا وطن سے غداری کر رہے ہو۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"ہمیں بہت اچھی تنخواہیں مل رہی ہیں۔" جمیل اختر نے

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

فخر سے کہا۔

سلیمان شوکت ہال میں سے بہت سی رسّی اٹھا لایا اور اس نے جمیل اختر کے ساتھ مل کر انہیں جلدی جلدی باندھنا شروع کر دیا۔ جیلانی بے بسی کے عالم میں انسپکٹر جمشید کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"کیا آپ کچھ نہیں کریں گے؟"

"ان حالات میں کیا ہی کیا جا سکتا ہے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"تو کیا ہم سب موت کے گھاٹ اُتر جائیں گے؟" اس نے بوکھلا کر کہا۔

"وہ تو ایک دن سبھی کو اُترنا ہے۔" انہوں نے کہا۔

محمود، فاروق اور فرزانہ کے علاوہ سب کو باندھ لیا گیا۔ اب وہ محمود کی طرف بڑھے۔

"بھائیوں! ہمیں باندھنے کی کیا ضرورت ہے، ہم تو بچے ہیں، ہم تمہارا کیا بگاڑ لیں گے۔" محمود نے کہا۔

"بکو مت! ہم نے تم لوگوں کا نام سن رکھا ہے۔" الطاف باقر نے کہا۔

"اچھا! بڑی خوشی ہوئی یہ بات جان کر۔" اس نے ہنس کر کہا۔

پھر جونہی جمیل اختر اور سلیمان شوکت نے محمود کے جسم کو باندھنے کے لیے اسے ہاتھ لگائے، دونوں کو ایک شدید جھٹکا سا لگا اور وہ دُور جا گرے۔

"ارے! یہ تمہیں کیا ہوا؟" رابرٹ کے منہ سے نکلا۔

"اس... اس.... کے جسم میں کرنٹ دوڑ رہا ہے۔" جمیل اختر کے منہ سے نکلا۔

"کرنٹ دوڑ رہا ہے، کیا بکتے ہو، کبھی کسی انسان کے جسم میں بھی کرنٹ ہوتا ہے۔"

"ہم سچ کہتے ہیں، ہمیں بجلی کا جھٹکا لگا تھا۔" سلیمان شوکت نے کہا۔

"میں یقین نہیں کر سکتا، ہٹو! میں خود اس کے جسم کو ہاتھ لگا کر دیکھتا ہوں۔"

یہ کہہ کر رابرٹ آگے بڑھا اور محمود کے جسم کو ہاتھ لگا دیا۔ دوسرے ہی لمحے اس کا بھی وہی حشر ہوا۔

"اُف! اس کے جسم میں تو واقعی کرنٹ ہے۔"

"تو پھر اسے فائر کر کے ہلاک کر دو۔" رابرٹ نے کہا۔

الطاف باقر کی انگلی ٹریگر پر دباؤ ڈالنے ہی لگی تھی کہ اس کے حلق سے ایک بھیانک چیخ نکلی، اس کے دائیں ہاتھ میں ایک لمبی سُوئی پیوست ہو گئی تھی اور خون ٹپکنے لگا

www.facebook.com/ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

تھا، وہ اس سوئی کو پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا، پستول ابھی تک اگرچہ اس کے ہاتھ میں تھا، لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس میں ٹریگر دبانے کی طاقت ہی نہ رہی ہو۔

"فائر کرو۔" رابرٹ چلایا۔

"میں... میں فائر نہیں کر سکتا، میرا ہاتھ بالکل سن ہو گیا ہے۔"

"تو میں کرتا ہوں۔" اس نے کہا اور پستول کی نالی محمود کی طرف کر دی۔

لیکن اچانک اس کی آنکھوں میں ایک تیز چمک گھس گئی اور اسے یوں لگا جیسے اس کی بینائی جاتی رہی ہو، اس نے اندھوں کی طرح ہاتھ آگے بڑھائے اور منہ کے بل فرش پر آ رہا۔ یہ دیکھ کر جمیل اختر اور سلیمان بشوکت نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسی وقت ان کے دائیں اور بائیں ہاتھوں میں سوئیاں نظر آئیں اور وہ فرش پر بیٹھ گئے۔

فرزانہ نے آگے بڑھ کر الطاف باقر کے ہاتھ سے پستول لے لیا:

"اب تم دونوں ابا جان اور دوسروں کو کھول دو۔"

"یہ... یہ کیسے ہو گیا۔" جیلانی کے منہ سے نکلا۔

"جادو کے زور سے! آپ کو معلوم نہیں... آج کل ہم شمشام جادوگر سے کالا علم سیکھ رہے ہیں، ابھی تو ہم نے سیکھنا شروع ہی کیا ہے۔ ذرا علم مکمل ہو لینے دیں، پھر دیکھیے گا، ہم کیا کیا کمال دکھاتے ہیں۔" فاروق نے شریر لہجے میں کہا۔

"بتایئے تو سہی... آخر یہ کیسے ہو گیا، محمود کے جسم میں بجلی کا کرنٹ کس طرح دوڑنے لگا تھا۔ یہ سوئیاں کہاں سے آ گئیں جنہوں نے ہاتھوں کو سن کر دیا اور مسٹر رابرٹ، کس طرح اندھا ہو گیا۔"

"یہ اندھا نہیں ہوا، تھوڑی دیر کے لیے بینائی کھو بیٹھا ہے، ابھی ٹھیک ہو جائے گا۔ یہ سب کالے علم کی برکت ہے۔ ہم یہ راز صرف اس آدمی کو بتاتے ہیں جو پانچ ہزار روپے غریبوں میں تقسیم کرنے کا وعدہ کرے۔"

"اوہ! مگر میرے پاس تو اتنے پیسے نہیں ہیں۔"

"خیر! جب آپ کے پاس پانچ ہزار روپے جمع ہو جائیں، ہمارے پاس آ جایئے گا، ہم بتا دیں گے۔ اب آپ ان لوگوں کو گرفتار کرنے کی تیاری کریں۔"

اسی وقت باہر نکل کر بڑے بڑے آفیسروں کو فون کیا گیا۔ آئی جی اور ڈی آئی جی صاحبان بھی دوڑے آئے

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

اور پھر حیرت اور خوف سے بُت بن گئے۔

"مجھے افسوس ہے جمشید! میں نے تمہیں تلاشی کا وارنٹ کیوں نہ دیا۔" آئی جی بولے۔

"کوئی بات نہیں جناب آپ وہی کر سکتے ہیں، جو آپ کے اختیار میں ہے۔"

تھوڑی دیر بعد وہ کار میں بیٹھے واپس جا رہے تھے۔

"تم نے جیلانی کو کھلونوں کے بارے میں کیوں نہیں بتایا؟"

"اس طرح ہمارے کھلونے مشہور ہو جاتے ہیں۔" فاروق بولا۔

"تمہارے کھلونے واقعی حیرت انگیز ہیں، لیکن مجھے تو بتا دو ان کے بارے میں۔"

"لائٹر میں ایک پن لگی ہوئی ہے، اسے ہاتھ میں لے کر دبا دیا جائے تو برقی رَو پیدا ہو جاتی ہے لائٹر جس کے ہاتھ میں ہو، اسے رَو کا جھٹکا نہیں لگتا، دوسرا اس کے جسم کو چھو دے تو اسے جھٹکا لگتا ہے۔" محمود نے بتایا۔

"اور میرے پستول کے ٹریگر کو اگر کوئی دبائے تو کچھ بھی نہیں ہوتا، لیکن جب میں اس کا پش بٹن دبا کر ٹریگر دباتا ہوں تو اس میں سے وہ لمبی سی سوئی نکلتی ہے،

اس سوئی کے سرے پر طاقت ور قسم کا ایتھر لگا ہوا ہے۔ اس کی وجہ سے دوسرے کا ہاتھ سن ہو جاتا ہے۔" اس نے بتایا۔

"بہت خوب! اس میں سے ایک وقت میں کتنی سوئیاں نکل سکتی ہیں؟"

"پچاس ـــــ پچاس سوئیاں فائر کرنے کے بعد نئی سوئیاں اس میں بھرنی پڑتی ہیں، پروفیسر انکل نے مجھے سوئیوں کا پورا ایک پیکٹ بھی دیا ہے، اس میں تقریباً ایک ہزار سوئیاں ہیں۔"

"بہت خوب! اور فرزانہ تمہارا کلپ کس طرح کام کرتا ہے؟"

"اس میں سے ایک ایسی شعاع نکلتی ہے جو تھوڑی دیر کے لیے دشمن کو اندھا کر دیتی ہے، یہ ٹارچ کی طرح کام کرتی ہے، اس میں بھی باقاعدہ ٹارچ کی طرح بٹن لگا ہوا ہے، لیکن کسی کو دیکھنے پر وہ بٹن نظر نہیں آسکتا۔"

"بہت خوب! یہ بھی بہت اچھا ہتھیار ہے... جیلانی تو تمہیں سچ مچ جادوگر سمجھ رہا تھا۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔

"جادوگر تو ہمارے دشمن ہیں.... کم بخت ہم سب کی

www.facebook.com/Ishtiaq-ahmad-novels-scan-by-Me
www.urdufanz.com

آنکھوں میں دھول جھونک کر نہ جانے کیا کیا بنا ڈالتے ہیں۔ تیل کی تلاش کے بہانے یہاں آنا اور یورینیم کا سراغ لگا کر چلے جانا ہمارے ملک کو نقصان پہنچانے کی ایک سازش نہیں تھی تو اور کیا تھا اور اس جگہ مصنوعات کا کارخانہ تیار کرنا ایک جال تھا۔۔۔۔ خدا ایسی سازشوں اور ایسے جالوں سے ہمیں بچائے۔" فاروق کہتا چلا گیا۔

"آمین!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

آئندہ ناول کی ایک جھلک

محمود، فاروق، فرزانہ اور
انسپکٹر جمشید کے کارنامے ۱۶

زہریلا کمرہ

مصنف: اشتیاق احمد

- مرزا طفیل کو کوئی شخص زہر دے رہا تھا، لیکن یہ معلوم نہیں ہو پاتا تھا کہ زہر کس طرح دیا جا رہا ہے۔
- انسپکٹر جمشید مرزا طفیل کے کمرے میں داخل ہوئے اور آتش دان پر پڑی چیز کو دیکھ کر حیرت اور خوف سے ان کی آنکھیں پھیل گئیں۔
- دو قاتلوں کے درمیان فرزانہ وکیل کے گھر جاتی ہے،
- زہر دینے والا اور عالم گیر ایڈووکیٹ کا قاتل اسی گھر میں موجود تھا، لیکن ان کی نظروں سے اوجھل تھا۔
- محمود اور فاروق تیر مارنے نکلتے ہیں۔

وہ ناول جس کا آپ نے مدتوں انتظار کیا۔

○ قیمت: 4.50